مکتبہ اَفکارِ رضا

حدیثِ عمّار

علمی و تحقیقی جائزہ



کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و ما مضی

اَفکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)
AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER

حدیثِ عمّار

علمی و تحقیقی جائزہ

کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

رسالے کا نام	حدیث عمار ایک تحقیقی جائزہ
کاوش	سید کامران عطاری مدنی
صفحات	120
اشاعت	---
مکتبہ	مکتبہ افکارِ رضا
رابطہ	+923155322470

فہرست

مقدمہ

روافض کا ہمیشہ سے یہ وتیرہ رہا ہے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطعون کرنے کے لئے یہ کبھی کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ روافض عموماً تمام صحابہ کرام اور خصوصاً سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ اور اعتراض کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، چاہے وہاں سرے سے کوئی اعتراض بنتا ہی نہ ہو۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ان کی بہت بڑی دلیل "حدیثِ عمار" ہے جسے یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر فٹ کر کے انہیں معاذ اللہ باغی و دوزخی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ بات دلائل سے ثابت ہے کہ قتلِ عمار، صحابہ نے نہیں بلکہ خوارج نے کیا تھا، وہی خوارج جو بعد میں نہروان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ہاتھوں پسپا ہوئے۔ یہ وہی گروہ ہے جو سازشیں کرنے کے لئے دونوں لشکروں میں شامل ہو گیا تھا۔

خیر القرون میں سے کسی نے بھی حدیث عمار کی بنیاد پر سیدنا معاویہ اور ان کے گروہ کو باغی قرار نہیں دیا حتی کہ سیدنا علی اور ان کی آل میں سے بھی نہیں۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جنگ جمل و صفین میں برسرپیکار بنیادی طور پر تین گروہ تھے۔

1: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گروہ۔

2: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ۔

3: قاتلین عثمان کا سازشی گروہ۔

ہم اسی تیسرے گروہ کو باغی سمجھتے ہیں نہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گروہ کو، اور نہ ہی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کو۔ اسی حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے مودودی نے بھی لکھا ہے:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں وہ قاتلین عثمان موجود تھے جو یہ سمجھتے تھے کہ اگر ان (علی و معاویہ رضی اللہ عنہما) کے درمیان مصالحت ہو گئی تو پھر ہماری خیر نہیں۔"[1]

نہ صرف ہم بلکہ حدیث عمار کو بیان کرنے والے راوی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ خود بتاتے ہیں کہ سیدنا عمار کے قتل والی حدیث میں جس باغی گروہ کا ذکر ہے وہ خوارج ہیں۔ سوچنے کا مقام ہے کہ حدیث کا مصداق کون ہے؟ یہ بات راوی سے بہتر کون جان سکتا ہے۔ آج کل کے بھانڈ بہتر جانتے ہیں یا روایت بیان کرنے والے راوی صحابی رسول خود بہتر جانتے ہیں؟

یاد رہے! جس طرح سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا قاتل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گروہ میں تھا اور آپ اس کے اس عمل سے بری تھے۔ اسی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے گروہ میں موجود قاتلین عمار سے بری ہیں۔ جو کہ اصل میں تیسرا خوارج کا گروہ تھا۔ جن کا وجود تو تھا لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ پھر جب جنگ صفین کے بعد مسئلہ تحکیم ہوا دونوں طرف صلح کی راہیں ہموار ہونے لگیں تو انہیں خوارج نے صلح کو ناپسند کیا اور اس پر اعتراضات

1... خلافت و ملوکیت، ص 129

کرنا شروع کر دیے۔ پھر جب دونوں طرف سے جنگ بندی ہو گئی اور ان کا راستہ تنگ ہونے لگا تو انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گروہ سے الگ ہو کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر کفر کے فتوے لگا کر اعلان بغاوت کر دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق باغی اور خارجی کہلائے۔

حدیث عمار مختلف روایات:

بعض لوگ اس حدیث کو غلط طور پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ پر چسپاں کرتے ہوئے انہیں "باغی" اور "جہنم کی طرف بلانے والا" ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات نہ صرف غلط ہے بلکہ صحابہ کرام کے مقام و مرتبے کے خلاف بھی ہے۔

اس رسالہ میں ہم حدیثِ عمار کے صحیح مفہوم، اس کے مصداق اور مختلف علماء کے اقوال کو پیش کریں گے۔

پہلی روایت:

یہ روایت متعدد کتب میں چند الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہے۔

سند نمبر 1:

حدثنا عفان، قال: حدثنا حماد بن سلمة، قال: أخبرنا أبو حفص، وكلثوم بن جبر، عن أبي غادية، قال: قتل عمار بن ياسر فأخبر عمرو بن

العاص، قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: ﴿إن قاتله، وسالبه فی النار﴾، فقیل لعمرو: فإنك هو ذا تقاتله، قال: إنما قال: قاتله، وسالبه۔[1]

عفّان نے ہمیں حدیث سنائی، کہا: ہمیں حمّاد بن سلمہ نے حدیث سنائی، کہا: ہمیں ابو حفص اور کلثوم بن جبر نے ابو غادیہ کے حوالے سے خبر دی۔ ابو غادیہ کہتے ہیں: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے، تو عمرو بن العاص کو اس کی خبر دی گئی۔ عمرو بن العاص نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: "یقیناً عمار کو قتل کرنے والا اور اس کا سامان لوٹنے والا دونوں آگ میں ہوں گے۔" لوگوں نے عمرو بن العاص سے کہا: پھر آپ بھی تو ان سے لڑ رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان "قتل کرنے والے اور مال لوٹنے والے" کے بارے میں ہے، (لڑنے والے کے بارے میں نہیں ہے)۔

حکمِ حدیث:

اس روایت کے پہلے راوی "عفان بن مسلم" ہیں، جو اگرچہ ثقہ تھے لیکن آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے، ان کے بارے میں محدثین کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

امام ابو یعلیٰ خلیل بن عبد اللہ القزوینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 446ھ) ان کے

1... مسند احمد، 29/311، رقم الحدیث: 17776

بارے میں فرماتے ہیں: "عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ أَبُو عُثْمَانَ شَيْخُ الْبَصْرَةِ، وَتَغَيَّرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِأَشْهُرٍ، وَمَاتَ يُقَالُ بِبَغْدَادَ۔ "ترجمہ: ابو عثمان عفان بن مسلم شیخ البصرہ ۔۔۔ وفات سے پہلے ان کے حافظے میں تغیر آ گیا تھا۔ ان کی وفات بغداد میں ہوئی۔[1]

امام صلاح الدین بن عبد اللہ دمشقی العلائی (المتوفی 761ھ) ان کو مختلطین میں درج کرتے ہوئے ابن خیثمہ سے نقل کیا: "عفان بن مسلم: أحد الأثبات ۔۔۔ قال أبو خيثمة زهير بن حرب: أنكرنا عفان قبل موته بأيام۔ "ترجمہ: امام خثیمہ کہتے ہیں: ہم نے عفان کی وفات سے کئی روز قبل ان کو منکر قرار دے دیا تھا۔[2]

مختلط راوی کی روایت قبول ہو گی یا نہیں؟ اس کا تفصیلی حکم بیان کرتے ہوئے امام ابو عمرو بن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 643ھ) ارشاد فرماتے ہیں: "وَالْحُكْمُ فِيهِمْ أَنَّهُ يُقْبَلُ حَدِيثُ مَنْ أُخِذَ عَنْهُمْ قَبْلَ الِاخْتِلَاطِ، وَلَا يُقْبَلُ حَدِيثُ مَنْ أُخِذَ عَنْهُ بَعْدَ الِاخْتِلَاطِ، أَوْ أُشْكِلَ أَمْرُهُ فَلَمْ يُدْرَ هَلْ أُخِذَ عَنْهُ قَبْلَ الِاخْتِلَاطِ أَوْ بَعْدَهُ۔ "ترجمہ: جو راوی اختلاط میں مبتلا ہو گئے ہوں، ان کے بارے میں حکم یہ ہے کہ جس شخص نے ان سے اُن کے اختلاط سے پہلے حدیث سنی ہو اس کی روایت قبول کی جائے گی، اور **جس نے ان سے اختلاط**

1...الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث، 2/590، مکتبہ رشد، ریاض

2...کتاب المختلطین، ص 85، مکتبہ خانجی، قاہرہ

کے بعد حدیث لی ہو اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ اور اگر معاملہ مشتبہ ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ روایت اختلاط سے پہلے لی گئی ہے یا بعد میں، تو ایسی روایت بھی قبول نہیں کی جاتی۔(1)

اسی سند کے دوسرے راوی "حماد بن سلمہ " ہیں، جو باوصفِ ثقاہت، صاحبِ اوھام اور غریب اور منکر روایات بیان کرنے والے ہیں۔ ان کا حافظہ بھی آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا، لہذا اوپر بیان کی گئی اختلاط والی جرح بھی ان پر لاگو ہو گی۔ ان کے بارے میں مزید اقوالِ ائمہ ملاحظہ فرمائیں:

امام شمس الدین ذھبی (المتوفی 748ھ) حماد بن سلمہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں: "وکان ثقه، له أوهام۔ " ترجمہ: وہ ثقہ تھے، البتہ ان سے اوہام (یعنی بھول چوک یا غلطیوں) کا صدور ہو جاتا تھا۔(2)

امام ابن حجر عسقلانی (المتوفی 852ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں: "حماد ابن سلمة ابن دینار البصری أبو سلمة ثقه ۔۔۔وتغیرحفظه بأخرة ۔" ترجمہ: حمّاد بن سلمہ بن دینار بصری ابو سلمہ ثقہ تھے، اور آخر عمر میں ان کے حفظ و یادداشت میں تغیر آ گیا تھا۔(3)

شیخ زاہد کوثری ان کے بارے میں رقمطراز ہیں: "ففی سَنَدِہ حماد بن

1... مقدمہ ابن صلاح، ص 333، دار الحدیث، قاہرہ

2... میزان الاعتدال، 1/ 590، دار المعرفہ، بیروت

3... تقریب التہذیب، ص 187، دار الرشید، شام

سلمة، وھو مُختلط، فلا یصح خبرہ عن غیرثابت حتی عند مسلم۔ "ترجمہ: اس روایت کی سند میں حماد بن سلمہ ہے، اور وہ مختلط (آخر عمر میں حافظہ میں تبدیلی کا شکار) تھے، اس لیے ان کی وہ روایت صحیح نہیں مانی جاتی جو ثابت کے علاوہ کسی اور سے مروی ہو، حتیٰ کہ امام مسلم کے نزدیک بھی نہیں۔

اس سند کے تیسرے راوی "ابو حفص" ہیں، جو کہ مجہول الحال ہیں، اور جمہور محدثین کے نزدیک مجہول الحال راوی کی روایت بھی ناقابل اعتبار ہوتی ہے۔ چنانچہ سیدی اعلی حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1340ھ) فرماتے ہیں:

"مجہول کی تین قسمیں ہیں: 1: مستور: جس کی عدالت ظاہری معلوم اور باطنی کی تحقیق نہیں۔ 2: مجہول العین: جس سے صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہو۔ 3: مجہول الحال: جس کی عدالت ظاہری وباطنی کچھ ثابت نہیں۔ قسم اول یعنی مستور تو جمہور محققین کے نزدیک مقبول ہے۔ یہی مذہب امام الائمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور دو قسم باقی کو بعض اکابر حجت جانتے جمہور مورث ضعف مانتے ہیں۔" (ملخصًا)[1]

نیز اس روایت میں ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ سے روایت دو راوی بیان کر رہے ہیں: پہلے ابو حفص، جو کہ مجہول ہیں۔ دوسرے کلثوم بن جبر۔ حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ انھوں نے کس راوی کے الفاظ

1… فتاویٰ رضویہ، 5/ 444،443، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

بیان کئے ہیں؟ ابو حفص مجہول کے یا کلثوم بن جبر کے، اور اس بات کی بھی کوئی صراحت نہیں ہے کہ کیا دونوں راویوں کے الفاظ من و عن ایک ہی ہیں یا ان میں اختلاف ہے۔ اور نہ یہ معلوم ہے کہ کون سا متن ابو حفص کا بیان کردہ ہے اور کون سا متن کلثوم بن جبر کا ہے؟

سند نمبر 2:

رَوَى: حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ كُلْثُوْمِ بنِ جَبْرٍ، عَنْ أَبِي غَادِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّاراً يَشْتُمُ عُثْمَانَ، فَتَوَعَّدْتُهُ بِالقَتْلِ، فَرَأَيْتُهُ يَوْمَ صِفِّيْنَ يَحْمِلُ عَلَى النَّاسِ، فَطَعَنْتُهُ، فَقَتَلْتُهُ. وَأُخْبِرَ عَمْرُو بنُ العَاصِ، فَقَالَ: سَمِعتُ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقُوْلُ: ﴿قَاتِلُ عَمَّارٍ وَسَالِبُهُ فِي النَّارِ﴾- إِسْنَادُهُ فِيْهِ انْقِطَاعٌ.

ترجمہ: حمّاد بن سلمہ نے روایت کیا، کلثوم بن جبر کے واسطے سے، وہ ابو غادیہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابو غادیہ کہتے ہیں: میں نے عمار (بن یاسر) کو حضرت عثمان کے بارے میں نامناسب الفاظ کہتے ہوئے سنا، تو میں نے اسے قتل کی دھمکی دی۔ پھر میں نے اسے جنگِ صفّین کے دن دیکھا کہ وہ لوگوں پر حملہ کر رہے تھے، تو میں نے نیزہ مارا اور اسے قتل کر دیا۔ عمرو بن العاص کو اس کی خبر دی گئی، تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود سنا ہے: "عمار کو قتل کرنے والا اور اس کا مال لوٹنے والا دونوں آگ میں ہوں گے۔" اس روایت کی سند میں انقطاع ہے۔[1]

1... سیر اعلام النبلاء، 2/544، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت

حکمِ حدیث:

یہ روایت بھی سند کے انقطاع اور دیگر علل کی وجہ سے ضعیف ہے، تفصیل اس امر کی یہ ہے کہ

اس روایت کے پہلے راوی بھی حماد بن سلمہ ہیں جو صاحبِ اوھام اور مختلط الحدیث ہیں، ان پر تفصیلی کلام پچھلی روایت کے ضمن میں ہو چکا ہے۔

اور دوسری علت یہ ہے کہ کلثوم بن جبر کا سماع حضرت عمرو بن العاص سے ثابت نہیں۔

نیز اس روایت کو بیان کرنے کے بعد کلثوم بن جبر کہتے ہیں: "وأخبر عمرو بن العاص۔۔۔" اور کلثوم بن جبر نے تصریح نہیں کی کہ یہ خبر دینے والا کون تھا؟

یہی وجہ ہے کہ امام ذھبی سیر اعلام میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد اس پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "إسناده فيه انقطاع۔" ترجمہ: اس روایت کی سند میں انقطاع ہے۔(1)

سند نمبر 3:

حدثنا العباس بن الوليد النرسي، ثنا معتمر بن سليمان، سمعت ليثا يحدث، عن مجاهد، عن عبد الله بن عمرو قال: أتى عمرو بن العاص رضي الله عنه رجلان يختصمان في أمر عمار وسلبه، فقال: خلياه واتركاه، فإني

1... سیر اعلام النبلاء، 2/544، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ﴿اللهم أولعت قريش بعمار، قاتل عمار وسالبه فی النار﴾

ترجمہ: ہمیں عباس بن ولید النرسی نے حدیث سنائی، کہا: ہمیں معتمر بن سلیمان نے حدیث سنائی، کہا: میں نے لیث کو بیان کرتے سنا، وہ مجاہد سے روایت کرتے ہیں، وہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ: دو آدمی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور وہ حضرت عمار بن یاسر کے معاملے اور ان کے سامانِ جنگ کے بارے میں جھگڑ رہے تھے۔ عمرو بن العاص نے کہا: انہیں چھوڑ دو اور ان کا معاملہ جانے دو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے: "اے اللہ! میں نے قریش کو عمار کے خلاف بھڑکا دیا ہے۔ عمار کو قتل کرنے والا اور اس کا سامان لوٹنے والا دونوں آگ میں ہوں گے۔"(1)

سند نمبر 4:

"وَقَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بن عمرو رَضِيَ الله عَنْهما، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَقْتُلُ عَمَّارًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔"

ترجمہ: مسدد نے بیان کیا: ہمیں معتمر بن سلیمان نے حدیث سنائی، وہ لَیث بن ابی سُلیم سے روایت کرتے ہیں، وہ مجاہد سے، اور وہ سیدنا عبد اللہ بن

1... الآحاد والمثانی لابن أبی عاصم، 2/102، رقم الحدیث: 803

عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔[1]

حکمِ حدیث:

ان دونوں روایات کی سند میں ایک راوی "لیث بن ابی سلیم" ہیں، جن کے بارے میں امام بوصیری لکھتے ہیں: "هَذَا إِسْنَاد فِيهِ لَيْث بن أبي سليم وَقد ضعفه الْجُمْهُور۔" ترجمہ: اس سند میں لیث بن ابی سلیم ہے جو جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔[2]

ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ لیث بن ابی سلیم کے بارے میں فرماتے ہیں: "لأَنَّ لَيْث بن أبي سليم ضَعِيف عِنْد الْجُمْهُور، وَقَالَ الإِمام أَحْمد: هُوَ مُضْطَرِب الحَدِيث، وَلَكِن قد حدث عَنهُ النَّاس. وَضَعفه أَيْضا ابْن عُيَيْنَة وَالنَّسَائِيّ. وَقَالَ السَّعْدِيّ: يضعف حَدِيثه. وَقَالَ أَبُو حَاتِم وَأَبُو زرْعَة الرازيان: لَا يشْتَغل بِهِ هُوَ مُضْطَرِب الحَدِيث."

لیث بن ابی سلیم جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں؛ امام احمد نے فرمایا: ان کی حدیث مضطرب ہے، اگرچہ لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔ اور ابن عیینہ اور نسائی نے بھی انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ سعدی نے کہا: ان کی احادیث کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اور ابو حاتم اور ابو زرعہ رازی نے کہا: اس کی طرف توجہ نہ کی جائے، یہ مضطرب الحدیث ہے۔

1... المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ، 18/ 162، رقم الحدیث: 4414

2... مصباح الزجاجہ فی زوائد ابن ماجہ، 1/ 32

"وَقَالَ ابْن حبَان: اخْتَلَط فِي آخر عمره، وَكَانَ يقلب الْأَسَانِيد وَيرْفَع الْمَرَاسِيل، وَيَأْتِي عَن الثِّقَات بِمَا لَيْسَ من حَدِيثهمْ، تَركه يَحْيَى الْقطَّان وَيَحْيَى بن معِين وَابْن مهْدي وَأحمد."

اور ابن حبان نے کہا: اپنی عمر کے آخری حصے میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا، وہ اسناد کو الٹ پلٹ کر دیتے تھے، مرسل احادیث کو مرفوع بنا دیتے تھے، اور ثقہ راویوں کی طرف ایسی باتیں منسوب کر دیتے تھے جو ان کی حدیث نہ ہوتی تھیں۔ انہیں یحییٰ قطان، یحییٰ بن معین، ابن مہدی اور احمد نے ترک کر دیا۔[1]

انہی لیث بن سلیم کے بارے میں امام نسائی فرماتے ہیں: "لَيْث بن أبي سليم ضَعِيف كُوفِي۔ "ترجمہ: لیث بن سلیم کوفہ کے رہنے والا، ضعیف راوی ہے۔[2]

چوتھی سند میں لیث کے علاوہ ایک اور راوی "مسدد" بھی ہے، امام ذہبی اس کے متعلق لکھتے ہیں:" قَالَ الْكتانِيُّ : فِيْهِ تَسَاهُلٌ ۔ " امام کتانی نے کہا: مسدد میں تساہل پایا جاتا ہے۔ اور یہ بات حدیث کے طالب علم پر بھی عیاں ہے کہ محدثین کے نزدیک تساہل کی صفت روایت کو ناقابل اعتبار ٹھہراتی ہے۔[3]

1... البدر المنیر، 2/104

2... الضعفاء والمتروکون للنسائی، ص90

3... میزان الاعتدال، 4/96، دار المعرفہ، بیروت

سند نمبر 5:

حدثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة ثنا سفيان بن وكيع ثنا محمد بن فضيل عن مسلم الأعور عن حبة العرني عن عبد الله بن عمرو قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ﴿قاتل عمار وسالبه في النار﴾[1]

ہمیں محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے حدیث سنائی، انہوں نے کہا: ہمیں سفیان بن وکیع نے حدیث سنائی، انہوں نے کہا: ہمیں محمد بن فضیل نے روایت کیا، مسلم الأعور سے، وہ حبہ العُرَنی سے، اور وہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود سنا ہے: "عمار کو قتل کرنے والا اور اس کا سامان لوٹنے والا دونوں آگ میں ہوں گے۔"

حکمِ حدیث:

اس سند کا مرکزی راوی "محمد بن عثمان بن ابی شیبہ" ہے جو کہ ضعیف ہے۔اس کے بارے میں امام شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں: "وأما عبد الله بن أحمد بن حنبل فقال: كذاب.وقال ابن خراش: كان يضع الحديث.وقال مطين: هو عصا موسى تلقف ما يأفكون.وقال الدارقطني: يقال إنه أخذ كتاب غير محدث"

اور جہاں تک امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل کا قول ہے تو انہوں نے کہا:

1...المعجم الکبیر، 13/ 539، رقم الحدیث: 14430، دار إحیاء التراث، بیروت

یہ (شخص) کذاب ہے۔ اور ابنِ خراش نے کہا: یہ حدیثیں گھڑتا تھا۔ اور مطین نے کہا: یہ تو عصائے موسیٰ کی طرح تھا، جو جھوٹ گھڑنے والوں کی سب بناوٹوں کو نگل لیتا ہے۔ اور امام دار قطنی نے کہا: کہا جاتا ہے کہ اس نے کسی غیر محدّث کی کتاب کو لے لیا تھا۔"[1]

اور دوسری علت یہ ہے کہ اس سند میں ایک اور راوی " مسلم الاعور" ہے، یہ بھی متروک الحدیث، مختلط اور ضعیف راوی ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس راوی کے بارے میں لکھتے ہیں: "مسلم ابن کیسان الضبی... الاعور الکوفی ضعیف ـ" ترجمہ: مسلم بن کیسان الاعور کوفہ کا رہنے والا، ضعیف راوی ہے۔[2]

امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں نقاد ائمہ سے نقل کرتے ہیں: "قال الفلاس: متروك الحديث. وقال أحمد: لا يكتب حديثه. وقال يحيى: ليس بثقة. وقال البخاری: يتكلمون فيه. وقال يحيى أيضا: زعموا أنه اختلط۔ " ترجمہ: فلاس نے کہا: یہ راوی متروک الحدیث ہے۔ امام احمد نے فرمایا: اس کی حدیث لکھنے کے قابل نہیں۔ یحییٰ (ابن معین) نے کہا: یہ ثقہ نہیں ہے۔ امام بخاری نے کہا: محدثین اس کے بارے میں جرح کرتے ہیں۔ اور یحییٰ نے یہ بھی کہا: لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اس کا حافظہ خراب

1... میزان الاعتدال، 3/642، دار المعرفہ، بیروت

2... تقریب التھذیب، ص530، دار الرشید، شام

ہو گیا تھا(یعنی اسے اختلاط لاحق ہو گیا تھا)۔[1]

سند نمبر6:

"حدثنا أبو عبد الله محمد بن يعقوب الحافظ، ثنا يحيى بن محمد بن يحيى، ثنا عبد الرحمن بن المبارك، ثنا المعتمر بن سليمان، عن أبيه، عن مجاهد، عن عبد الله بن عمرو، أن رجلين أتيا عمرو بن العاص يختصمان في دم عمار بن ياسر وسلبه، فقال عمرو: خليا عنه فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «اللهم أولعت قريش بعمار، إن قاتل عمار وسالبه في النار»"[2]

مجاہد نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ دو آدمی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قتل اور ان کے سامانِ حرب کے بارے میں جھگڑا لے کر آئے۔ تو سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں چھوڑ دو، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اے اللہ! میں نے قریش کو عمار کے بارے میں بھڑکا دیا ہے، بے شک عمار کو قتل کرنے والا اور اس کا سامان لوٹنے والا آگ میں ہے۔

حکمِ حدیث:

اگرچہ البانی وغیرہ نے اسے حسن قرار دیا ہے اور اس کی سند بھی بظاہر

1... میزان الاعتدال، 4/106، دارالمعرفہ، بیروت

2... مستدرک للحاکم، رقم الحدیث: 5661

صحیح لگتی ہے، لیکن اگر تحقیقی نظر سے دیکھا جائے تو اس سند میں "سلیمان تیمی" طبقہ ثالثہ کا مدلس ہے۔ اور "عن" سے روایت کر رہا ہے۔لہٰذا اصول محدثین کے مطابق یہ روایت مردود ہے۔ چنانچہ امام ولی الدین ابن عراقی فرماتے ہیں: "سلیمان التیمی مشھور بالتدلیس۔ " ترجمہ: سلیمان تیمی مشہور مدلس راوی ہے۔[1]

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ طبقہ ثالثہ کے مدلسین کی روایت کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "الثالثۃ: من اکثرمن التدلیس فلم یحتج الائمۃ من احادیثھم الا بما صرحوا فیہ بالسماع، ومنھم من رد حدیثھم مطلقاً۔ " ترجمہ: طبقہ ثالثہ میں وہ راوی ہیں جو بہت زیادہ تدلیس کرتے تھے، تو ائمہ حدیث نے ان کی روایات میں سے صرف اُسی روایت کو حجت قرار دیا جس میں انہوں نے سماع کی صراحت کی ہو، اور کئی محدثین ایسے بھی ہیں جنہوں نے ان (طبقہ ثالثہ کے مدلسین) کی روایات کو بالکل ہی ردّ کر دیا ہے۔[2]

سند نمبر7:

"أنا الْقَاسِمُ بْنُ اللَّيْثِ الرَّسْعَنِيُّ بِتِنِّيسَ، وَعَبدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبدِ اللهِ الدمشقي، قَالَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنا سَعِيدُ بْنُ يَحْيى، حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ كُلْثُومِ بْنِ جَبْرٍ الْمُرَادِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَادِيَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ

1...کتاب المدلسین لابن العراقی، ص55

2...طبقات المدلسین، ص13، مکتبہ سلفیہ، لاہور

رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ قَاتِلُ عَمَّارٍ فِی النَّارِ، وَھو الذی قتل عمار۔"

ترجمہ: قاسم بن لیث رسعنی بتنّیس اور عبد الصمد بن عبد اللہ دمشقی نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا: ہمیں ہشام بن عمار نے حدیث سنائی، انہوں نے کہا: ہمیں سعید بن یحییٰ نے حدیث سنائی، انہوں نے کہا: ہمیں حسن بن دینار نے کلثوم بن جبر مُرادی سے، اور انہوں نے ابو الغادیہ سے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "عمار کے قاتل کے لیے آگ ہے، اور یہ وہی شخص ہے جس نے عمار کو قتل کیا۔"[1]

حکمِ حدیث:

اس روایت کے بارے میں ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وھذا الحدیث لا یعرف إلا بالحسن بن دینار من ھذا الطریق أبوالغادیۃ اسمه یسار بن سبع. "یعنی اس روایت کو نہیں جانا جاتا مگر حسن بن دینار کی اسی سند کے ساتھ۔ اور "حسن بن دینار "سخت ضعیف ہے۔

اس کے بارے امام ابو حاتم رازی فرماتے ہیں:"والحَسنُ بْنُ وَاصِلٍ: ھُوَ الْحَسَنُ بْنُ دِینَارٍ، ھُوَ متروكُ الْحَدِیثِ۔ "حسن بن دینار متروک الحدیث راوی ہے۔[2]

1...الکامل فی ضعفاء الرجال، 3/123

2...علل الحدیث لابن ابی حاتم، 6/233

امام ابن حبان نے کئی محدثین کے اقوال ذکر کئے ہیں۔ جو اسے مردود قرار دیتے ہیں۔

" وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ: الْحَسَنُ بْنُ دِينَارٍ ضَعِيفٌ۔ "

ترجمہ: محمد بن احمد نے بیان کیا کہ ہم سے معاویہ بن صالح نے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے یحیٰ بن معین کو فرماتے ہوئے سنا کہ حسن بن دینار ضعیف ہے۔

"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ: الْحَسَنُ بْنُ دِينَارٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ۔ "

محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے عباس بن محمد نے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے یحیٰ بن معین کو فرماتے ہوئے سنا کہ حسن بن دینار کوئی قابلِ اعتماد چیز نہیں (یعنی ناقابلِ اعتبار ہے)۔

" حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْأَبَّارُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْخَلِيلِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ خَلَفٍ قَالَ: قَالَ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ رَآنِي شُعْبَةُ عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ دِينَارٍ فَجَعَلْتُ أَتَوَارَى مِنْهُ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ: أَمَا أَنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ، ثُمَّ قَالَ لِي: أَمَّا عَلَيَّ ذَاكَ لَقَدْ جَالَسَ الْأَشْيَاخَ۔ "

احمد بن علی الآبار نے بیان کیا کہ ہم سے احمد بن الخلیل نے روایت کیا، انہوں نے کہا: ہم سے سعد بن خلف نے بیان کیا، انہوں نے کہا: حجاج بن محمد

نے کہا: مجھے شعبہ نے حسن بن دینار کے پاس دیکھا تو میں ان سے چھپنے لگا، پھر جب میں شعبہ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: میں نے تمہیں دیکھ لیا تھا۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا: رہاوہ علی! تو وہ تو بزرگوں کی مجالس میں بیٹھا کرتا تھا۔

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ: قَالَ أَبِي: كَانَ وَكِيعٌ إِذَا أَتَى عَلَى حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: أَجِزْ عَلَيْهِ يَعْنِي اضْرِبْ عَلَيْهِ وَكَانَ لَا يَحْفَظُ۔"

عبد اللہ بن احمد نے بیان کیا کہ میرے والد (امام احمد بن حنبل) کہا کرتے تھے: جب وکیع، حسن بن دینار کی حدیث پر پہنچتے تو کہتے: اسے چھوڑ دو، یعنی اس پر خط پھیر دو، اور وہ غیر محفوظ (یعنی ثقات کی مخالفت کرنے والا) تھا۔

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ: تَرَكَ ابْنُ الْمُبَارَكِ الْحَسَنَ بْنَ دِينَارٍ۔"

عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے بیان کیا کہ ہم سے حسن بن عیسیٰ نے روایت کیا، انہوں نے کہا: ابن مبارک نے حسن بن دینار کو ترک کر دیا تھا (یعنی متروک الحدیث تھا)۔

"حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ: أَمَّا الْحَسَنُ بْنُ دِينَارٍ فَكَانَ يَرَى رَأْيَ الْقَدَرِ۔"

سفیان بن عبد الملک نے بیان کیا کہ میں نے ابن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا: رہا حسن بن دینار تو وہ قدریہ کا عقیدہ رکھتا تھا۔[1]

1... الضعفاء الکبیر للعقیلی، 1/ 222

خلاصہ تحقیق:

یہ حدیث اپنی تمام اسناد کے ساتھ ضعیف اور نا قابل استدلال ہے؛ کیونکہ اس روایت کی سب کی سب اسناد قابل جرح ہیں۔

دوسری روایت:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ وَأَخُوهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ، فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ، فَاحْتَبَى وَجَلَسَ، فَقَالَ: كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ المَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الغُبَارَ، وَقَالَ: «وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ»

ہمیں ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث سنائی، کہا: ہمیں عبدالوھاب نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں خالد نے عکرمہ کے واسطے سے حدیث سنائی کہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عکرمہ اور علی بن عبداللہ سے کہا: "تم دونوں اَبو سعید (الخدری) کے پاس جاؤ اور ان سے حدیث سنو۔" چنانچہ ہم دونوں ان کے پاس گئے۔ وہ اور ان کے بھائی اپنے باغ میں تھے اور اسے سیراب کر رہے تھے۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو آگے آئے، ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور کہا: "ہم مسجدِ نبوی کی تعمیر کے لیے ایک ایک اینٹ اٹھا کر لایا کرتے تھے، اور عمار

دو دو اینٹیں اٹھا کر لاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاں سے گزرے تو آپ نے عمار کے سر سے گرد صاف کی اور فرمایا: "عمار کا بھلا ہو! اسے باغی گروہ قتل کرے گا۔ عمار انہیں اللہ کی طرف بلاتا ہو گا، اور وہ اسے آگ (یعنی گمراہی) کی طرف بلاتے ہوں گے۔"(1)

اس روایت کا جواب دیتے ہوئے محقق اہل سنت محمد علی نقشبندی صاحب، شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے لکھتے ہیں: "وَاعْلَمْ أَنَّ هَذِهِ الزِّيَادَةَ لَمْ يَذْكُرْهَا الْحُمَيْدِيُّ فِي الْجَمْعِ وَقَالَ إِنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْهَا أَصْلًا وَكَذَا قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ وَلَعَلَّهَا لَمْ تَقَعْ لِلْبُخَارِيِّ أَوْ وَقَعَتْ فَحَذَفَهَا عَمْدًا قَالَ وَقَدْ أَخْرَجَهَا الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَالْبَرْقَانِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قُلْتُ وَيَظْهَرُ لِي أَنَّ الْبُخَارِيَّ حَذَفَهَا عَمْدًا وَذَلِكَ لِنُكْتَةٍ خَفِيَّةٍ وَهِيَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ اعْتَرَفَ أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ هَذِهِ الزِّيَادَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَلَّ عَلَى أَنَّهَا فِي هَذِهِ الرِّوَايَةِ مُدْرَجَةٌ وَالرِّوَايَةُ الَّتِي بَيَّنَتْ ذَلِكَ لَيْسَتْ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَقَدْ أَخْرَجَهَا الْبَزَّارُ مِنْ طَرِيقِ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَحَمْلِهِمْ لَبِنَةً لَبِنَةً وَفِيهِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَحَدَّثَنِي أَصْحَابِي وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا ابن سميّة تقتلك الفئة الباغية۔"

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ الفاظ (تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ

1... صحیح البخاری، رقم الحدیث:2812، 4/21، دار طوق النجاۃ

إِلَى اللهِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ) کی زیادتی حمیدی نے اپنی جمع میں ذکر نہیں کی۔ اور کہا کہ بخاری نے اسے بالکل ذکر نہیں کیا۔ یونہی ابو مسعود نے بھی کہا۔ حمیدی کا کہنا ہے: کہ ہو سکتا ہے کہ بخاری کو یہ زیادتی لی ہی نہ ہو۔ یا ملی ہو لیکن جان بوجھ کر اسے حذف کر دیا ہو۔ ہاں اسماعیلی اور برقانی نے اس حدیث میں مذکورہ زیادتی کی ہو۔ میں کہتا ہوں: کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے اسے جان بوجھ کر حذف کیا ہے۔ اور ایسا انہوں نے ایک باریک نکتہ کے لیے کیا ہے۔ وہ یہ کہ ابو سعید خدری نے اعتراف کیا کہ یہ زیادتی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنی۔ تو یہ اس امر کی دلیل ہے۔ کہ مذکورہ زیادتی اس روایت میں بعد میں درج کی گئی۔ اور جس روایت میں یہ زیادتی ذکر کی ہے۔ وہ بخاری کی شرط پر پوری نہیں اترتی۔ اس زیادتی کو بزاز نے داؤد بن ابی ہند عن ابی نضرہ عن ابی سعید کی سند سے ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث مسجد کی تعمیر میں اور ایک ایک اینٹ اٹھاتے وقت ذکر ہوئی۔ اور اس میں یہ بھی ہے۔ کہ ابو سعید کہتے ہیں مجھے میرے ساتھیوں نے یہ زیادتی بیان کی۔ میں نے یہ زیادتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنی کہ آپ نے فرمایا ہو۔ اے ابن سمیہ تجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔ (1)

مزید فرماتے ہیں: فَاقْتَصَرَ الْبُخَارِيُّ عَلَى الْقَدْرِ الَّذِي سَمِعَهُ أَبُو سَعِيدٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَ غَيْرِهِ وَهَذَا دَالٌّ عَلَى دِقَّةِ فَهْمِهِ وَتَبَحُّرِهِ

1... فتح الباری لابن حجر، 1/ 542

فِی اِلاِطِّلَاعِ عَلَی عِلَلِ الْأَحَادِیثِ۔

امام بخاری نے اسی قدر الفاظ حدیث پر اقتصار فرمایا۔ جس قدر ابو سعید خدری سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے تھے۔ اُن کے علاوہ الفاظ کو ذکر نہ کیا۔ یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ کہ وہ کس قدر زیرک تھے۔ اور حدیث کی علتوں پر انہیں کتنا عبور تھا۔ (1)

تفضیلیہ وروافض کے لیے لمحہ فکریہ یہ ہے کہ "یَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَه إِلَى النَّارِ" کے الفاظ کہ جن کی بنا پر تفضیلی ورافضی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر باغی اور کافر، دوزخی ہونے کا الزام لگارہے ہیں۔ یہ سرے سے حدیث بخاری کے الفاظ ہیں ہی نہیں۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سرکار دوعالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ الفاظ سنے ہی نہیں۔ اسی لیے امام بخاری نے اپنی شرط کے مفقود ہونے کی وجہ سے ان الفاظ کو حدیث میں ذکر نہ کیا۔(ان کی شرط یہ ہے کہ راوی کے لیے مروی عنہ سے سماعت بلاواسطہ ضروری ہے)اسی لیے ابن حجر عسقلانی امام بخاری کی تعریف کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ہر راوی کے حالات پر گہری نظر رکھی ہے۔ لہٰذا تفضیلیوں ورافضیوں کا الزام میں امام بخاری کا نام لینا سراسر بے کار ہو گیا۔ اور ریت کا گھروندا بن گیا۔

یاد رہے اس زیادتی کو امام بخاری نے تو نقل نہیں کیا البتہ اسماعیلی اور حافظ ابو نعیم وغیرہ نے بعض صحابہ سے اس زیادتی کو ذکر کیا ہے لیکن یہ زیادتی

1... فتح الباری لابن حجر، 1/ 543

تمام شارحین کے نزدیک مُؤَوَّلَہ ہے یعنی عمار بن یاسر کو قتل کرنے والے امام برحق حضرت علی سے بغاوت کریں گے اپنے اجتہاد کے اعتبار سے اور وہ اپنے اجتہاد اور گمان میں حق پر ہوں گے۔ اگرچہ حقیقت میں وہ غلطی پر ہوں گے لیکن وہ اس اجتہادی غلطی کی وجہ سے دوزخی نہیں ہوں گے بلکہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔

تیسری روایت:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو الْبَزَّارُ، ثنا خَالِدُ بْنُ يُوسُفَ السَّمْتِيُّ، ثنا عَبْدُ النُّورِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوْلَعْتُهُمْ بِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ»

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «میں نے انہیں عمّار کے خلاف بھڑکا دیا ہے؛ وہ (عمّار) انہیں جنت کی طرف بلاتا ہے جبکہ وہ اسے آگ (جہنم) کی طرف پکار رہے ہیں۔» (1)

اس روایت کے بارے علامہ نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيهِ عَبْدُ النُّورِ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ ضَعِيفٌ، وَوَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ."

اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس روایت میں عبد النور بن عبد اللہ بھی ہیں، جو ضعیف ہیں۔ اور ابن حبان نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ (2)

1...المعجم الکبیر للطبرانی، 12/395

2...مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، 7/243

امام عقیلی اس کے بارے میں فرماتے ہیں: کان یغلو فی الرفض، ویضع الحدیث۔ وہ شدت پسند رافضی، حدیث گھڑنے والا تھا۔[1]

امام ابن عراق الکنانی کے نزدیک اس راوی کا حکم یہ ہے: "عن شعبة رافضی متهم بالكذب۔" شُعبہ کی روایت کے مطابق وہ رافضی تھا، اور جھوٹ کے ساتھ مُتّہم تھا۔[2]

امام ذہبی اس کے بارے میں فرماتے ہیں: "عن شعبة: كذاب۔" ترجمہ: امام شعبہ کی روایت کے مطابق "عبد النور بن عبد اللہ" کذاب (جھوٹا) ہے۔[3]

چوتھی روایت:

أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُقْرِئُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَطِيرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُؤَدِّبُ، بِسُرَّ مَنْ رَأَى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، بِبَغْدَادَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالأَسْوَدِ، قَالا: أَتَيْنَا أَبَا أَيُّوبَ الأَنْصَارِيَّ عِنْدَ مُنْصَرَفِهِ مِنْ صِفِّينَ، فَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا أَيُّوبَ، إِنَّ اللهَ أَكْرَمَكَ بِنُزُولِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَجِيءِ نَاقَتِهِ تَفَضُّلا مِنَ اللهِ وَإِكْرَامًا لَكَ، حَتَّى أَنَاخَتْ بِبَابِكَ

1... میزان الاعتدال، 2/ 671، دار المعرفہ، بیروت

2... تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ، 1/ 82، دار الکتب العلمیہ، بیروت

3... میزان الاعتدال، 2/ 671، دار المعرفہ، بیروت

دُونَ النَّاسِ، ثُمَّ جِئْتَ بِسَيْفِكَ عَلَى عَاتِقِكَ تَضْرِبُ بِهِ أَهْلَ لا إِلَهَ إِلا اللهُ؟ فَقَالَ: يَا هَذَا، إِنَّ الرَّائِدَ لا يَكْذِبُ أَهْلَهُ، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِقِتَالِ ثَلاثَةٍ مَعَ عَلِيٍّ: بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ، وَالْقَاسِطِينَ، وَالْمَارِقِينَ، فَأَمَّا النَّاكِثُونَ: فَقَدْ قَاتَلْنَاهُمْ أَهْلَ الْجَمَلِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ: فَهَذَا مُنْصَرَفُنَا مِنْ عِنْدِهِمْ، يَعْنِي: مُعَاوِيَةَ وَعَمْرًا، وَأَمَّا الْمَارِقُونَ: فَهُمْ أَهْلُ الطَّرَفَاوَاتِ، وَأَهْلُ السُّعَيْفَاتِ، وَأَهْلُ النُّخَيْلاتِ، وَأَهْلُ النَّهْرَوَانَاتِ، وَاللهُ مَا أَدْرِي أَيْنَ هُمْ، وَلَكِنْ لا بُدَّ مِنْ قِتَالِهِمْ إِنْ شَاءَ اللهُ، قَالَ: وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَمَّارٍ: "يَا عَمَّارُ، تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ وَأَنْتَ إِذْ ذَاكَ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَكَ، يَا عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ، إِنْ رَأَيْتَ عَلِيًّا قَدْ سَلَكَ وَادِيًا وَسَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا غَيْرَهُ فَاسْلُكْ مَعَ عَلِيٍّ، فَإِنَّهُ لَنْ يُدْلِيَكَ فِي رَدًى، وَلَنْ يُخْرِجَكَ مِنْ هُدًى، يَا عَمَّارُ، مَنْ تَقَلَّدَ سَيْفًا أَعَانَ بِهِ عَلِيًّا عَلَى عَدُوِّهِ قَلَّدَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِشَاحَيْنِ مِنْ دُرٍّ، وَمَنْ تَقَلَّدَ سَيْفًا أَعَانَ بِهِ عَدُوَّ عَلِيٍّ عَلَيْهِ قَلَّدَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِشَاحَيْنِ مِنْ نَارٍ"

قُلْنَا: يَا هَذَا، حَسْبُكَ رَحِمَكَ اللهُ، حَسْبُكَ رَحِمَكَ اللهُ أَخْبَرَنِي علی بن مُحَمَّد بن الحسن الحربی، قَالَ: أَخْبَرَنَا عبد الله بن عثمان الصفار، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّد بن عمران بن موسى الصيرفی، قَالَ: حَدَّثَنَا عبد الله بن علی بن عبد الله المدينی، قَالَ: سمعت أبی، يقول: معلی بن عَبْد الرَّحْمَن ضعيف الحديث، وذهب إلى أنه كان يضع الحديث، روى عن الأعمش، عن زيد بن

وهب حديثا طويلا: أقبلنا مع على من صفين، وحدث عن شريك، عن ابن ظبيان، عن أبي نجاء، قَالَ على: إن أخوف ما أخاف عليكم: رجل قرأ القرآن حتى إذا ربت عليه بهجته، ورميت بحديثه، وضعفه جدا وَقَالَ فى موضع آخر: سمعت أبي، يقول: المعلى بن عَبْد الرَّحْمَن أخذ أحاديث من أحاديث أبي الهيثم، عن ليث بن سعد، وذهب إلى أنه كان يكذب.

قلت: أَبُو الهيثم هو خالد المدائنى، وكان غير ثقة، فذهب على إلى أن معلى سرق أحاديث من أحاديث خالد ورواها، وقد ذكر لنا الْبَرْقَانِيّ، أن يَعْقُوب بن موسى الأردبيلى، حدثهم قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَد بن طاهر بن النجم، قَالَ: حَدَّثَنَا سعيد بن عمرو البرذعى، قَالَ: قلت، يعنى: لأبي زرعة الرازى: معلى بن عَبْد الرَّحْمَن الواسطى؟ قَالَ: ذاهب الحديث.(1)

ترجمہ: مجھے الحسن بن علی بن عبد اللہ المُقرِئ نے خبر دی، کہا: ہمیں احمد بن محمد بن یوسف نے حدیث سنائی، کہا: ہمیں محمد بن جعفر المطیری نے خبر دی، کہا: ہمیں احمد بن عبد اللہ المؤدّب نے سرّ من رأیٰ (سامرّاء) میں حدیث سنائی، کہا: ہمیں معلّی بن عبد الرحمٰن نے بغداد میں حدیث سنائی، کہا: ہمیں شریک نے حدیث سنائی، سلیمان بن مِہرَان الاعمش سے، انہوں نے کہا: ہمیں ابراہیم نے (حدیث سنائی) علقمہ اور اسود سے۔ وہ دونوں کہتے ہیں: ہم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس صفّین سے ان کی واپسی کے وقت حاضر

1... تاریخ بغداد، رقم الحدیث: 4457، 15 / 243، دار الغرب، بیروت

ہوئے۔ ہم نے ان سے کہا: اے ابو ایوب! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بڑی عزت عطا فرمائی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے گھر ٹھہرے، اور اللہ نے آپ پر خصوصی فضل فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی لوگوں کے گھروں کو چھوڑ کر آپ کے دروازے پر آکر بیٹھ گئی۔ پھر اب آپ تلوار اپنے کندھے پر رکھ کر نکلے ہیں اور اُن لوگوں کو قتل کر رہے ہیں جو ”لا إله إلا الله“ کہتے ہیں؟ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے شخص! رہنمائی کرنے والا اپنے گھر والوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ علی کے ساتھ تین قسم کے لوگوں سے قتال کرو: ناکثین سے، قاسطین سے، اور مارقین سے۔ پس جہاں تک ناکثین کا تعلق ہے تو ہم نے ان سے جنگ کی، یعنی اہلِ جمل: طلحہ اور زبیر۔ اور قاسطین کا معاملہ یہ ہے کہ یہ ابھی ہم انہی کے پاس سے لوٹ رہے ہیں، یعنی معاویہ اور عمرو (بن العاص)۔ اور مارقین وہ لوگ ہیں جو طرفاوات، سعیفات، نخیلات اور نہروانات میں ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اب وہ کہاں ہیں، مگر یقیناً ان سے قتال کرنا لازم ہے، اگر اللہ نے چاہا۔ پھر انہوں نے کہا: اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمار (بن یاسر) سے فرماتے ہوئے سنا: اے عمار! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا، اور اس وقت تو حق کے ساتھ ہو گا اور حق تیرے ساتھ ہو گا۔ اے عمار بن یاسر! اگر تو دیکھے کہ علی ایک وادی میں جا رہے ہیں اور لوگ کسی دوسری وادی میں جا رہے ہیں، تو تم علی ہی کے راستے میں چلنا،

کیونکہ وہ نہ کبھی تمہیں ہلاکت میں ڈالیں گے، نہ ہدایت سے نکالیں گے۔ اے عمار! جو شخص ایسی تلوار اٹھائے جس کے ذریعے وہ علی کی اس کے دشمنوں کے خلاف مدد کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے موتیوں کے دو ہار پہنائے گا۔ اور جو شخص ایسی تلوار اٹھائے جس کے ذریعے وہ علی کے دشمنوں کی علی پر مدد کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے آگ کے دو ہار پہنائے گا۔ ہم نے کہا: اے یہ بزرگ! بس کیجیے، اللہ آپ پر رحم فرمائے، بس کیجیے، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ میں (خطیب بغدادی) کہتا ہوں: مجھے علی بن محمد بن الحسن الحَربی نے خبر دی، کہا: ہمیں عبداللہ بن عثمان الصفّار نے بتایا، کہا: ہمیں محمد بن عمران بن موسیٰ الصیرفی نے حدیث سنائی، کہا: ہمیں عبداللہ بن علی بن عبداللہ المدینی نے بتایا، کہا: میں نے اپنے والد (علی بن المدینی) کو فرماتے ہوئے سنا: معلی بن عبدالرحمن حدیث کے معاملے میں ضعیف ہے، بلکہ وہ اس طرف گئے ہیں کہ حدیثیں گھڑتا تھا۔ وہ اَعمش سے زید بن وہب کے حوالے سے ایک طویل حدیث روایت کرتا ہے کہ ہم صفّین سے حضرت علی کے ساتھ واپس آئے۔ اور وہ شریک سے ابنِ ظبیان کے واسطے سے، ابو نجاء سے روایت کرتا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا: جس چیز سے مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص قرآن پڑھے، پھر جب قرآن کی بہار اسے اپنی طرف کھینچ لے، تو وہ اس کے باوجود اپنی باتیں گھڑنے لگے۔ میرے والد نے اسے بہت کمزور قرار دیا۔ اور ایک اور جگہ فرمایا: میں نے اپنے

والد کو فرماتے سنا: معلی بن عبد الرحمن، ابو ہیثم کی حدیثوں میں سے کچھ حدیثیں لے لیتا تھا، جو لیث بن سعد کی روایتیں تھیں، اور (علی بن المدینی اس طرف گئے کہ) وہ جھوٹ بولتا تھا۔ میں (خطیب بغدادی) کہتا ہوں: ابو ہیثم خالد مدائنی ہے، وہ غیر ثقہ تھا، تو علی بن المدینی اس طرف گئے کہ معلّی نے خالد کی حدیثیں چرا کر بیان کر دیں۔ اور برقانِی نے ہمیں خبر دی کہ یعقوب بن موسیٰ الاردبیلی نے روایت کیا، کہا: ہمیں احمد بن طاہر بن النجم نے حدیث سنائی، کہا: ہمیں سعید بن عمرو البرذعی نے بتایا، کہا: میں نے ابوزرعہ رازی سے پوچھا: معلی بن عبد الرحمن الواسطی؟ انہوں نے جواب دیا: اس کی روایتیں بالکل گئی گزری ہیں (یعنی قابلِ اعتبار نہیں)۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یہی روایت لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: "مَوْضُوع: والمعلی مَتْرُوك يضعُ وَأَبُو أَيُّوب لَمْ يشْهد صفّين۔" ترجمہ: یہ سب من گھڑت روایت ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں المعلیٰ نامی ایک ایسا راوی ہے۔ جس کی روایت کو متروک کہا گیا ہے۔ کیونکہ یہ اپنی طرف حدیثیں گھڑتا تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تو سرے سے جنگ صفین میں شریک ہی نہ تھے جو اس روایت کے مرکزی کردار ہیں۔ (1)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس روایت کو علامہ سیوطی نے دو طرح سے قابل اعتراض ٹھہرایا۔ اول یہ کہ اس کا ایک راوی المعلیٰ کذاب اور وضاع ہے۔ خود

---

1 ... اللآلیء المصنوعہ فی الأحادیث الموضوعہ، 1/ 374، دار الکتب العلمیہ، بیروت

اس نے مرتے وقت اقرار کیا تھا۔ کہ میں نے ستر احادیث حضرت علی المرتضے کی شان میں اپنی طرف سے بنائیں۔ دوسرا اعتراض یہ کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شریک ہی نہ تھے۔

اسی روایت کے بارے میں علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هَذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ بِلا شَكٍّ۔ "ترجمہ: یہ حدیث بلاشک وشبہ موضوع ہے۔(1)

مذکورہ روایت کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام پہ طعن کرنے والے معترضین کو چاہیے کہ پہلے المعلی نامی راوی پر جرح کو فن رجال کی کتب سے غلط ثابت کر کے اس کا ثقہ ہونا ثابت کریں۔ اور اس کے بعد سیدنا ابو ایوب انصاری کا بھی جنگ صفین میں شریک ہونا ثابت کریں۔ تب جا کر روایت مذکورہ کی صحت کا پتہ چلے گا، اور ان کا استدلال کسی حد تک درست ہو پائے گا، ورنہ ہنوز دلّی دور است۔

پانچویں روایت:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِنَاءِ المَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: «وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الجَنَّةِ،

1... کتاب الموضوعات لابن الجوزی، 2/12، مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ

وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ » قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الفِتَنِ"

ترجمہ: مسدد نے ہمیں بیان کیا، کہا: ہم سے عبد العزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا: ہم سے خالد حذّاء نے بیان کیا، عکرمہ سے کہ انہوں نے کہا: ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اور اپنے صاحبزادے علی سے کہا: جاؤ ابو سعید کے پاس، اور ان کی حدیث سنو۔ چنانچہ ہم گئے، تو وہ ایک باغ میں تھے اور اسے درست کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی چادر لی اور اسے لپیٹ کر بیٹھ گئے، پھر ہمیں حدیث سنانا شروع کی، یہاں تک کہ وہ مسجد کی تعمیر کا ذکر کرنے لگے۔ انہوں نے کہا: ہم (صحابہ) ایک ایک اینٹ اٹھا کر لاتے تھے، اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا کر لاتے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے گرد جھاڑنے لگے اور فرمایا: "افسوس ہے عمار پر! اسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، یہ انہیں جنت کی طرف بلاتا ہے، اور وہ اسے آگ کی طرف بلاتے ہیں۔" عکرمہ کہتے ہیں کہ عمار (رضی اللہ عنہ) یہ دعا کرتے تھے: "میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں سے۔"(1)

علامہ ابن حجر نے اس روایت کو سند کی کمزوری کی وجہ سے ضعیف قرار دیا، اور ابن حبان کی توثیق کو تساہل کی بناء پر ناقابل اعتبار قرار دیا ہے؛ کیونکہ اس روایت کے ابتدائی چاروں راویوں پر ائمہ نقاد کی جرح موجود ہے۔

"أما إذا لم يصح فلا يستدل به، والأمر كذلك؛ فإنَّ في سنده ضعيفاً

1... صحیح البخاری، رقم الحدیث: 447، 1/ 97

یسقط الاستدلال به، وتوثیق ابن حِبَّانَ لا یُقاوِمِ تضعیف من عداه له، لا سیما وهو۔ أعني: ابن حبان۔ معروف عندهم بالتساهل في التوثیق."

ترجمہ: جب حدیث صحیح ثابت نہ ہو تو اس سے استدلال درست نہیں ہوتا، اور یہاں معاملہ ایسا ہی ہے؛ کیونکہ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے، جس کی وجہ سے اس کو دلیل نہیں بنا سکتے۔ ابنِ حبان کی جانب سے اس کی توثیق، باقی آئمہ کی تضعیف کا مقابلہ نہیں کر سکتی، خاص طور پر جب کہ محدثین کے نزدیک مشہور ہے کہ ابنِ حبان توثیق میں نرمی برتتے ہیں۔

محقق اہل سنت علامہ محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت پر تین اعتبار سے کلام کیا ہے:

اولاً: علامہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی سند پر کلام کیا، کہ اس روایت کے چھ راویوں میں سے چار راوی شدید مجروح ہیں (اگرچہ ہمیں ان تمام جروحات سے بالکلیہ اتفاق نہیں ہے، جو ہم تفصیل کے ضمن میں عرض کریں گے ان شاء اللہ عزوجل، البتہ مجموعی اعتبار سے روایت کا جو حکم بیان کیا گیا ہے، ہم اس سے اتفاق رکھتے ہیں۔)

ثانیاً: آپ نے متن پر گفتگو فرمائی کہ اس حدیث کا کچھ حصہ، جیسے (تقتله الفئة الباغیة) اور (یدعوهم الی الجنة ویدعونه الی النار) یہ دونوں جملے بخاری شریف کی اصل متن میں نہ تھے بلکہ یہ الحاقی مضمون ہے اور بعض راویان کا ادراج ہے۔ جو اصولِ حدیث کے مطابق ہر گز قابل قبول نہیں۔

ثالثاً: آپ نے دلائل کثیرہ سے ثابت فرمایا کہ درایت کے اعتبار سے بھی یہ حدیث ثابت نہیں ہے بلکہ باطل اور غیر صحیح ہے۔

اب ان تینوں دعاوی کی ترتیب وار تفصیل ملاحظہ فرمائیں، پہلا دعوی یہ تھا کہ اس روایت کی سند مجروح ہے، چنانچہ علامہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے:

سند کے اعتبار سے گفتگو:

اس حدیث کی سند میں مندرجہ ذیل راوی ہیں۔ مسدد، عبد العزیز بن مختار، خالد الحذاء اور عکرمہ، ان پر علماء حدیث کا تبصرہ ملاحظہ کیجئے:

(1)مسدد:

امام ذہبی اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ قَالَ الْقَطَّانِیُّ: فِیْہِ تَسَاھُلٌ۔ قطانی نے کہا: مسدد میں تساہل پایا جاتا ہے۔ اور محدثین کے نزدیک تساہل کی صفت روایت کو نا قابل اعتبار ٹھہراتی ہے۔[1]

(اس جرح سے ہمیں اتفاق نہیں؛ کیونکہ امام ذہبی نے جس مسدد پر تساہل کی جرح نقل کی ہے وہ مسدد بن علی املوکی ہے، جبکہ درج بالا روایت میں مذکور راوی "مسدد بن مسرھد" ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال)

(2)عبد العزیز بن مختار:

"یقول أحمد بن زھیر: لیس بشیء۔" ترجمہ: احمد بن زہیر فرماتے ہیں:

1...میزان الاعتدال، 4/96، دار المعرفہ، بیروت

کہ وہ (عبد العزیز بن مختار) کچھ بھی نہیں ہے۔[1]

"وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال کان یخطئ۔ "ترجمہ: اور ابنِ حبان نے اسے اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ غلطیاں کرتا تھا۔[2]

"وقال ابن أبی خیثمة عن ابن معین لیس بشیء۔ "ترجمہ: عبد العزیز بن مختار کے بارے میں ابنِ ابی خیثمہ نے ابنِ معین سے نقل کیا ہے کہ (انہوں نے کہا:) وہ کچھ بھی نہیں ہے۔[3]

(3) خالد الحذاء:

"وقال عبد اللہ بن أحمد بن حنبل فی کتاب العلل عن أبیہ لم یسمع خالد الحذاء من أبی عثمان النھدی شیئا وقال أحمد أیضا لم یسمع من أبی العالیة وذکر بن خزیمة ما یوافق ذلك ویشھد له۔"

عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کتاب العلل میں اپنے والد (احمد) سے نقل کیا کہ خالد الحذّاء نے ابو عثمان نہدی سے کچھ نہیں سنا، اور احمد نے یہ بھی کہا کہ اس نے ابو العالیہ سے بھی نہیں سنا۔ ابنِ خزیمہ نے بھی اسی کے موافق بات ذکر کی ہے جو اس کی تائید کرتی ہے۔

"وقال ابن أبی حاتم فی المراسیل عن أبیہ عن أحمد ما أراہ سمع من الکوفیین من رجل أقدم من أبی الضحی وقد حدث عن الشعبی وما أراہ

1... میزان الاعتدال، 2/634، دار المعرفہ، بیروت

2... تھذیب التھذیب، 6/355

3... تھذیب التھذیب، 6/356

سمع منه۔"

ابنِ ابی حاتم نے المراسیل میں اپنے والد کے واسطے سے احمد سے نقل کیا کہ مجھے نہیں لگتا کہ اس نے کوفی راویوں میں سے ابوالضحیٰ سے بھی کچھ سنا ہو، جب کہ وہ شعبی سے روایت کرتا ہے، اور مجھے نہیں لگتا کہ اس نے شعبی سے بھی کچھ سنا ہو۔

"وقال غيره لم يسمع من عراك بن مالك بينهما خالد بن أبي الصلت وحكى العقيلي في تاريخه من طريق يحيى بن آدم عن أبي شهاب قال قال لي شعبة عليك بحجاج بن أرطأة ومحمد بن إسحاق فإنهما حافظان واكتم علي عند البصريين في خالد الحذاء وهشام۔"

اور بعض نے کہا کہ اس نے عراک بن مالک سے بھی نہیں سنا، ان دونوں کے درمیان خالد بن ابی الصلت کا واسطہ ہے۔ عقیلی نے اپنی تاریخ میں یحییٰ بن آدم کے طریق سے ابو شِہاب سے نقل کیا کہ شُعبہ نے کہا: 'تم حجاج بن اَرطاۃ اور محمد بن اسحاق کو لازم پکڑو، کیونکہ یہ دونوں حافظ ہیں، اور میرے بارے میں بَصریوں کے سامنے خالد الحذّاء اور ہشام کا ذکر نہ کرنا۔

"قال يحيى وقلت لحماد بن زيد فخالد الحذاء قال قدم علينا قدمة من الشام فكأنا أنكرنا حفظه وقال عباد بن عباد أراد شعبة أن يقع في خالد فأتيته أنا وحماد بن زيد فقلنا له مالك أجننت وتهددناه فسكت۔"

یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے حماد بن زید سے کہا: پھر خالد الحذّاء کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے کہا: وہ شام سے ایک مرتبہ ہمارے پاس آیا، تو ہم نے اس کے حافظے میں کچھ نکیر محسوس کی۔ عباد بن عباد نے کہا: شُعبہ خالد پر جرح کرنا چاہتے تھے، تو میں اور حماد بن زید ان کے پاس گئے اور کہا: آپ کو کیا ہو گیا؟ کیا آپ پاگل ہو گئے ہیں؟ اور ہم نے انہیں ڈانٹا، تو وہ خاموش ہو گئے۔

"وحکی العقیلی من طریق أحمد بن حنبل قیل لابن علیة فی حدیث کان خالد یرویه فلم یلتفت إلیه بن علیة وضعف أمر خالد. قرأت بخط الذهبی ما خالد فی الثبت بدون هشام بن عروة وأمثاله."

عقیلی نے احمد بن حنبل کے طریق سے نقل کیا ہے کہ جب ابنِ علیّہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا جو خالد روایت کیا کرتا تھا، تو انہوں نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور خالد کو کمزور قرار دیا۔ میں نے (ابنِ حجر کہہ رہے ہیں) خطِّ ذہبی میں پڑھا کہ خالد، ہشام بن عروہ اور ان جیسے (ثابت راویوں) کے بغیر مضبوط نہیں ہے۔

"قلت والظاهر أن کلام هؤلاء فیه من أجل ما أشار إلیه حماد بن زید من تغیر حفظه بآخره أو من أجل دخوله فی عمل السلطان والله أعلم. وأما أبو حاتم فقال: لا یحتج به."

ابنِ حجر کہتے ہیں: اور ظاہر ہے کہ ان ائمہ کی کلام اس کے بارے میں اس وجہ سے ہے جس کی طرف حماد بن زید نے اشارہ کیا کہ اس کے آخری زمانے میں اس کا حافظہ بدل گیا تھا، یا اس وجہ سے کہ وہ سرکاری عمل میں

شامل ہو گیا تھا۔ واللہ اعلم۔اور ابو حاتم نے کہا: اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔[1]

وقال أحمد: قيل لابن علية في هذا الحديث.فقال: كان خالد يرويه، فلم نكن نلتفت إليه۔ ضعف ابن علية أمر خالد۔

اور احمد (بن حنبل) نے کہا: ابنِ علیّہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: اسے خالد روایت کرتا تھا، لیکن ہم اس کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ ابنِ علیّہ نے خالد کے معاملے کو ضعیف سمجھا۔[2]

(4)عکرمہ:

اس روایت کے چوتھے راوی جناب عکرمہ ہیں، جو کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام ہیں، اگرچہ ان پر کثیر محدثین کرام کی شدید جروحات موجود ہیں اور علامہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے انہی جروحات کی بنیاد پر ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن ان کی توثیق کرنے والے بھی کئی محدثین ہیں۔(ہم بھی ان کی توثیق والے قول کو اختیار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم)

وقال أبو خلف الخزاز عن يحيى البكاء سمعت بن عمر يقول لنافع اتق الله ويحك يا نافع ولا تكذب علي كما كذب عكرمة على بن عباس وقال إبراهيم ابن سعد عن أبيه عن سعيد بن المسيب أنه كان يقول لغلامه برد

1 ... میزان الاعتدال، 1/ 642، دار المعرفہ، بیروت

2... میزان الاعتدال، 1/ 643، دار المعرفہ، بیروت

یا برد لا تکذب علی کما یکذب عکرمة علی بن عباس وقال جریر بن عبد الحمید عن یزید بن أبی زیاد دخلت علی علی بن عبد الله بن عباس وعکرمة مقید علی باب الحش قال قلت ما لهذا قال إنه یکذب علی أبی وقال هشام بن سعد عن عطاء الخراسانی قلت لسعید بن المسیب أن عکرمة یزعم أن رسول الله صلی الله علیه وسلم تزوج میمونة وهو محرم فقال کذب مخبثان، وقال شعبة عن عمرو بن مرة سأل رجل بن المسیب عن آیة من القرآن فقال لا تسألنی عن القرآن وسل عنه من یزعم أنه لا یخفی علیه منه شیء یعنی عکرمة وقال فطر بن خلیفة قلت لعطاء أن عکرمة یقول سبق الکتاب المسح علی الخفین فقال کذب عکرمة سمعت بن عباس یقول أمسح علی الخفین وأن خرجت من الخلاء وقال إسرائیل عن عبد الکریم الجزری عن عکرمة أنه کره کراء الأرض قال فذکرت ذلک لسعید بن جبیر فقال کذب عکرمة سمعت بن عباس یقول إن أمثل ما أنتم صانعون استیجار الأرض البیضاء سنة بسنة وقال وهیب بن خالد عن یحیی بن سعید الأنصاری کان کذابا وقال إبراهیم بن المنذر عن معن بن عیسی وغیره کان مالك لا یری عکرمة ثقة ویأمر أن لا یؤخذ عنه وقال الدوری عن بن معین کان مالك یکره عکرمة قلت فقد روی عن رجل عنه قال نعم شیء یسیر وقال الربیع عن الشافعی وهو یعنی مالك بن أنس سیء الرأی فی عکرمة قال لا أری لأحد أن یقبل حدیثه۔

ابو خلف الخزاز، یحیٰی البکّاء سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے خادم نافع سے یہ کہتے سنا کہ اللہ سے ڈر، ہلاکت ہو تجھے اے نافع، اور مجھ پر جھوٹ نہ باندھ، جیسے عکرمہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر جھوٹ باندھا۔

ابراہیم بن سعد اپنے والد سے، اور وہ سیدنا سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے غلام بُرد سے کہا کرتے تھے: اے بُرد! مجھ پر جھوٹ نہ بولو، جیسے عکرمہ نے سیدنا ابن عباس پر جھوٹ باندھا۔

جریر بن عبد الحمید، یزید بن أبی زیاد سے روایت کرتے ہیں کہ میں علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس گیا تو عکرمہ بیت الخلاء کے دروازے پر جکڑے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کیوں ہے؟ انہوں نے کہا: یہ میرے والد پر جھوٹ بولتا ہے۔

ہشام بن سعد، عطا خراسانی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے کہا کہ عکرمہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالتِ احرام میں نکاح کیا تھا۔ سعید بن مسیب نے کہا: اس فاسق نے جھوٹ بولا۔

شعبہ، عمرو بن مرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سعید بن مسیب سے قرآن کی ایک آیت کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا: مجھ سے قرآن کے بارے میں مت پوچھو، اس سے پوچھو جس کا خیال ہے کہ

قرآن کی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں، یعنی عکرمہ۔

فطر بن خلیفہ کہتے ہیں کہ میں نے عطا سے کہا کہ عکرمہ کہتا ہے کہ کتاب نے مسح علی الخفین (موزوں پر مسح) کو منسوخ کر دیا ہے۔ عطا نے کہا: عکرمہ نے جھوٹ کہا، میں نے سیدنا ابن عباس سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں موزوں پر مسح کرتا ہوں، خواہ ابھی بیت الخلاء سے ہی کیوں نہ نکلا ہوں۔

اسرائیل، عبد الکریم جزری سے، اور وہ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ عکرمہ زمین کو کرائے پر دینے کو ناپسند کرتے تھے۔ میں نے یہ بات سیدنا سعید بن جبیر سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ عکرمہ نے جھوٹ کہا، میں نے سیدنا ابن عباس سے سنا کہ وہ فرماتے تھے: تمہارے لیے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ سفید زمین کو سال بہ سال کرایے پر لو۔ وہیب بن خالد، یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ عکرمہ جھوٹا تھا۔

ابراہیم بن المنذر، معن بن عیسیٰ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک عکرمہ کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ اس سے روایت نہ لی جائے۔

دوری، ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک عکرمہ کو ناپسند کرتے تھے۔ میں نے کہا: مگر انہوں نے کسی ایک شخص سے عکرمہ کی ایک روایت بیان کی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، کچھ بہت کم۔

ربیع، امام شافعی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (یعنی امام شافعی) کہتے تھے کہ

امام مالک بن انس کی رائے عکرمہ کے بارے میں بہت سخت تھی، اور وہ کہتے تھے کہ میں کسی کو بھی اس کی حدیث لینے کی اجازت نہیں دیتا۔ (1)

عن يزيد بن أبي زياد، عن عبد الله بن الحارث، قال: دخلت على على ابن عبد الله فإذا عكرمة في وثاق عند باب الحش، فقلت له: ألا تتقي الله! فقال: إن هذا الخبيث يكذب على أبي۔۔۔

عبد اللہ بن الحارث کہتے ہیں کہ میں علی بن عبد اللہ کے پاس داخل ہوا تو دیکھا کہ عکرمہ کو بیت الخلاء کے دروازے پر باندھا ہوا ہے۔ میں نے علی بن عبد اللہ سے کہا: کیا آپ اللہ سے نہیں ڈرتے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ خبیث میرے باپ پر جھوٹ باندھتا ہے۔

ويروى عن ابن المسيب أنه كذب عكرمة [و] الخصيب بن ناصح، حدثنا خالد بن خداش، شهدت حماد بن زيد في آخر يوم مات فيه، فقال: أحدثكم بحديث لم أحدث به قط، لاني أكره أن ألقى الله، ولم أحدث به. سمعت أيوب يحدث عن عكرمة، قال: إنما أنزل الله متشابه القرآن ليضل به. قلت: ما أسوأها عبارة، بل أخبثها، بل أنزله ليهدي به وليضل به الفاسقين.

ابنِ مسیب سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے عکرمہ کو جھوٹا کہا۔ خصیب بن ناصح کہتے ہیں کہ خالد بن خداش نے بیان کیا کہ میں حماد بن زید کی خدمت

1... تهذيب التهذيب، 7/268

میں ان کے آخری دن موجود تھا۔ انہوں نے کہا: میں تمہیں ایک ایسا حدیث سناتا ہوں جو میں نے کبھی زندگی میں بیان نہیں کی، کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ اللہ سے اس حال میں ملوں کہ میں نے اسے بیان کیا ہو۔ میں نے ایوب کو عکرمہ سے روایت کرتے ہوئے سنا، کہتا تھا کہ اللہ نے قرآن کی تشابہ آیات اس لیے اتاری ہیں کہ ان کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرے۔ امام ذہبی کہتے ہیں کہ یہ کتنی بری بلکہ بدترین بات ہے، بلکہ حق یہ ہے کہ اللہ نے قرآن ہدایت کے لیے اتارا ہے، اور گمراہ اسی کو کرتا ہے جو فاسق ہو۔

إبراهيم بن المنذر، حدثنا هشام بن عبد الله المخزومي، سمعت ابن أبي ذئب يقول: رأيت عكرمة، وكان غير ثقة. قال محمد بن سعد: كان عكرمة كثير العلم والحديث بحرا من البحور، وليس يحتج بحديثه۔

ابراہیم بن المنذر کہتے ہیں کہ ہمیں ہشام بن عبد اللہ نے خبر دی، وہ ابن ابی ذئب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عکرمہ کو دیکھا اور وہ قابلِ اعتماد نہ تھے۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ عکرمہ بہت زیادہ علم اور حدیث رکھنے والے تھے، علم کا ایک سمندر، لیکن ان کی حدیث حجت نہیں۔ (1)

الفضل السيناني عن رجل، قال: رأيت عكرمة قد أقيم قائما في لعب النرد.

فضل سینانی ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عکرمہ کو دیکھا

1 ... میزان الاعتدال، 3/94

کہ وہ نرد (جوئے جیسے کھیل) کے سامنے کھڑے تھے۔[1]

وقال مصعب الزبيري: كان عكرمة يرى رأي الخوارج.

مصعب زبیری کہتے ہیں کہ عکرمہ خارجی نظریات کے قائل تھے۔[2]

سمعت أحمد بن حنبل يقول: كان عكرمة من أعلم الناس، ولكنه كان يرى رأي الصفرية، ولم يدع موضعا إلا خرج إليه: خراسان، والشام، واليمن، ومصر، وإفريقية، كان يأتي الأمراء فيطلب جوائزهم.

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ عکرمہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والوں میں سے تھے، لیکن وہ صفریہ خوارج کے نظریے کے قائل تھے، اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں وہ سفر نہ کرتے ہوں؛ خراسان، شام، یمن، مصر اور افریقہ — وہ حکمرانوں کے پاس جاتے اور ان سے عطیات طلب کرتے تھے۔[3]

مذکورہ حوالہ جات سے حدیث زیر بحث کے چار راویوں پر آپ نے جرح ملاحظہ فرمائی: مسدد، عبد العزیز ابن مختار، خالد بن مہران، اور عکرمہ مولی ابن عباس، حدیث مذکورہ کے کل چھ راوی ہیں۔ ان مجروح تین راویوں میں سے کوئی تو لاشیء ہے۔ کوئی اپنے شیخ سے سماع ہی نہیں رکھتا، کوئی اپنے شیخ پر

1... میزان الاعتدال، 3/95

2... میزان الاعتدال، 3/96

3... میزان الاعتدال، 3/96

جھوٹ باندھنے والا ہے۔ ان حالات میں ان کی روایت کردہ حدیث کہاں قابل استدلال رہے گی؟ یہ تھی تفصیلی جرح کہ جس کی بناپر علامہ ابن حجر نے اسے مجروح قرار دیا تھا۔ ایسی حدیث سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ساتھیوں کو باغی قرار دینا کیا درست ہو سکتا ہے؟

ایک طرف حدیث مذکور جو سخت مجروح ہے۔ اور دوسری طرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امیر معاویہ کو کاتب وحی مقرر فرمانا، ان کے حق میں ہادی اور مہدی کی دعاء مانگنا۔۔۔ کیا مجروح روایت کو بنیاد بنا کر ان ارشادات کو پس پشت ڈالنا عقل مندی ہے؟؟؟ یا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال صریحہ کی مخالفت کر کے، آپ علیہ السلام کو رنجیدہ کر کے دنیا و آخرت میں اپنے لیے لعنت کا طوق خریدنے کے مترادف ہے۔

متن کے اعتبار سے گفتگو:

علامہ نقشبندی نے اس کے متن کے کچھ حصہ بالخصوص (تقتله الفئة الباغية) اور (يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار) کو الحاقی اور موضوع قرار دیا ہے۔ اس پر کچھ کلام دوسری روایت کے ضمن میں ہو چکا ہے، مزید آپ کے کلام کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

" صحیح بخاری کی زیر بحث حدیث میں دو مضمون بیان ہوئے ہیں ایک "تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا اور دوسرا یہ "يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ" وہ تو باغی گروہ کو جنت کی طرف دعوت دیں گے

اور باغی گروہ انہیں جہنم کی طرف بلا رہا ہو گا۔ دوسرا جملہ فی الواقع اگر آپ ہی کا ارشاد ہے تو اس جملے کا تعلق حضرت عمار کے ابتدائی اور آزمائشی دور کے ساتھ ہے، جسے راویوں نے اپنی کرشمہ سازیوں سے جنگِ صفین کے ساتھ جوڑ دیا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ جملہ صحیح بخاری کے اصل متن یا نسخے میں موجود ہی نہیں، اسے بعد میں کسی راوی نے اپنی مخصوص ذہنیت کے پیش نظر اصل حدیث کا حصہ بنا دیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ الفاظ کی زیادتی حمیدی نے اپنی جمع میں ذکر نہیں کی اور کہا کہ بخاری نے اسے بالکل ہی ذکر نہیں کیا اور یونہی ابو مسعود نے بھی کہا کہ حمیدی کا کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ بخاری کو یہ زیادتی ملی ہی نہ ہو یا ملی ہو لیکن جان بوجھ کر اسے حذف کر دیا ہو۔ ہاں! اسماعیلی اور برقانی نے اس حدیث میں مذکورہ زیادتی کی ہو۔ میں کہتا ہوں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے اسے جان بوجھ کر حذف کیا ہے اور ایسا انہوں نے ایک باریک نقطے کی بنا پر کیا ہے، وہ یہ کہ ابو سعید خدری نے یہ اعتراف کیا کہ یہ زیادتی میں نے نبی کریم علیہ السلام سے نہیں سنی۔ "فَدَلَّ عَلٰی اَنَّهَا فِیْ هٰذِهِ الرِّوَایَةِ مُدْرَجَةٌ۔ "تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مذکورہ زیادتی اس روایت میں بعد میں درج کی گئی اور جس روایت میں یہ زیادتی ذکر کی ہے وہ بخاری کی شرط پر پوری نہیں اترتی، اس زیادتی کو بزار نے داؤد بن ابی ہند ان ابی نضرہ عن ابی سعید کی سند نے ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث مسجد کی تعمیر میں

ایک ایک اینٹ اٹھاتے وقت ذکر ہوئی اور اس میں بھی ہے کہ ابو سعید کہتے ہیں، مجھ سے میرے ساتھیوں نے یہ زیادتی بیان کی، "وَلَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ اَنَّهُ، قَالَ ابْنُ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔ " اور میں نے اسے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا، ہو کہ اے ابن سمیہ! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

امام بخاری نے اسی قدر الفاظ حدیث پر اختصار فرمایا جس قدر ابو سعید خدری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے تھے اور یہی چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ کتنے زیرک تھے اور حدیث کی علتوں پر انہیں کتنا عبور تھا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے مطابق بات صرف اتنی تھی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب عمار کو دوسرے سب لوگوں سے زیادہ مشقت کرتے پایا اور وہ زیادہ تھکے ماندے معلوم ہوتے تھے تو آپ کی محبت نے جوش مارا اور از راہِ ہمدردی آگے بڑھ کر ان کے کپڑوں سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا: اف عمار! تم نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے اور بس۔ اس کے آگے ساری بات الحاقی ہے۔

کیونکہ يَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهُ اِلَى النَّارِ۔ صرف عکرمہ کی روایت میں ہی پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا راوی یہ الفاظ نقل نہیں کرتا اور عکرمہ کا حال اوپر بتایا جاچکا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ

کیا حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم اور ان کے حامی دیگر صحابہ کی دعوت جنت اور اللہ کی طرف نہیں تھی؟

کیا ان کی دعوت قرآن اور اسلام کے مخالف تھی؟

کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی عمار کے مخالف تھے؟

ظاہر ہے کہ یہ اپنے ہر مخالف کو جنت کی طرف بلاتے رہے تو کیا ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم جہنم کی دعوت دیتے رہے۔؟ "یدعوھم اور یدعونه" کے الفاظ ہی اس کے موضوع اور من گھڑت ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔

درایت کے اعتبار سے روایتِ مذکورہ کا بطلان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صفین کے مقتولین کے بارے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: "قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ۔" ہمارے مقتولین اور معاویہ کے مقتولین دونوں جنتی ہیں۔

امام جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ ہم نے ان سے ان کے کفر کی بنا پر جنگ نہیں کی، اور نہ ہی انہوں نے ہمارے کفر کی وجہ

سے ہمارے ساتھ جنگ کی ہم اپنے کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ بر حق سمجھتے تھے۔

ان حوالہ جات کی رو سے بھی زیرِ بحث حدیث کا دوسرا جملہ غلط ثابت ہوتا ہے۔ نیز روایت کے جن الفاظ کو امیر معاویہ کے باغی ہونے کا سبب قرار دیا جارہا ہے۔ آیئے خود علی المرتضے رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ اپنے مخالفین کے بارے میں وہی نظریہ رکھتے ہیں؟ اس کے جواب میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ اعلانات ملتے ہیں۔

"يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي الْعَنْبَسِ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ عَنْ أَهْلِ الْجَمَلِ، قَالَ: قِيلَ: أَمُشْرِكُونَ هُمْ؟ قَالَ: مِنَ الشِّرْكِ فَرُّوا ،قِيلَ: أَمُنَافِقُونَ هُمْ؟ قَالَ: إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَذْكُرُونَ اللهَ إِلَّا قَلِيلًا ;قِيلَ: فَمَا هُمْ؟ قَالَ: إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا۔"

ترجمہ: علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل کے شریک لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ کہ کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا وہ تو شرک سے دور بھاگ گئے۔ کہا گیا پھر وہ منافق ہیں؟ فرمایا۔ منافق تو اللہ تعالی کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ (اور یہ لوگ تو بکثرت یادِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں، پوچھا گیا۔ پھر یہ کیاہیں؟ فرمایا: ہمارے بھائی ہیں ہمارے خلاف محاذ آرائی پر اتر آئے۔ (1)

"عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ الْمَوْصِلِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ،

1... مصنف ابن أبي شيبہ، 7/535، رقم الحدیث: 37763

قَالَ: سَأَلَ عَلِیٌّ عَنْ قَتْلَی، یَوْمِ صِفِّینَ، فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِی الْجَنَّةِ ، وَیَصِیرُ الْأَمْرُ إِلَیَّ وَإِلَی مُعَاوِیَةَ۔ "

ترجمہ: یزید بن الاصم کہتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین میں قتل ہونے والوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو فرمایا: ہمارے مقتولین اور امیر معاویہ کے مقتولین دونوں جنتی ہیں۔ معاملہ میری اور امیر معاویہ کی طرف لوٹتا ہے۔(1)

"حَدَّثَنَا یَزِیدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ زِیَادِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: كُنْتُ إِلَی جَنْبِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ بِصِفِّینَ، وَرُكْبَتِی تَمَسُّ رُكْبَتَهُ، فَقَالَ رَجُلٌ: كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ، فَقَالَ عَمَّارٌ: لَا تَقُولُوا ذَلِكَ نَبِیُّنَا وَنَبِیُّهُمْ وَاحِدٌ، وَقِبْلَتُنَا وَقِبْلَتُهُمْ وَاحِدَةٌ ; وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ مَفْتُونُونَ جَارُوا عَنِ الْحَقِّ، فَحَقَّ عَلَیْنَا أَنْ نُقَاتِلَهُمْ حَتَّی یَرْجِعُوا إِلَیْهِ۔ "

زید بن حارث کہتے ہیں: کہ جنگ صفین میں میں حضرت عمار بن یاسر کے پہلو میں تھا۔ اس طرح کہ میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے ٹکراتا تھا۔ ایک آدمی بولا شامیوں نے کفر کیا۔ اس پر عمار بن یاسر بولے۔ یوں نہ کہو۔ ہمارا اور اُن کا نبی ایک، ہمارا اور ان کا قبلہ ایک ہے۔ لیکن وہ لوگ فتنہ کی نظر ہو گئے اور حق سے ہٹ گئے۔ لہذا جب تک وہ واپس حق کی طرف نہیں آتے۔ ہم ان سے لڑنے کا حق رکھتے ہیں۔(2)

1... مصنف ابن اَبی شیبہ، 7/552، رقم الحدیث:37880

2... مصنف ابن اَبی شیبہ، 7/547

مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ تینوں احادیث اور بخاری کی وہ حدیث جو مدرج ہے۔ دونوں کا تقابل کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علامہ سیوطی وابن جوزی رحمۃ اللہ علیہما کا اسے موضوع کہنا نہایت مضبوط ہے۔ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ اپنے مقابلہ میں لڑنے اور قتل ہونے والوں کو اپنا بھائی اور مسلمان قرار دیں۔ جناب عمار بن یاسر اپنے مخالفین کے متعلق نسبت کفر کرنے پر ڈانٹ پلائیں۔ اور روافض انہیں باغی اور دوزخی کہیں، اور پھر اس پر علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے خادم ہونے کا دعویٰ؟ درحقیقت ان دونوں حضرات کی مخالفت کی جارہی ہے۔ اس لیے ہر سنی کو وہی مسلک اختیار کرنا چاہیے۔ جو جمہور کا ہے۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام کے باہمی تنازعات اور اختلافات تقدیر پر مبنی تھے۔ کسی طرف سے کوئی خود غرضی اور اسلام دشمنی نہ تھی۔ اپنے اپنے اجتہاد کے اعتبار سے دونوں فریق اپنے آپ کو سچا سمجھ کر مخالفت کرتے رہے۔ اور جب بھی انہیں اپنی خطاء کا احساس ہوا۔ تو اس پر شرمندگی کا اظہار کیا۔ کسی نے اپنے مدمقابل کو نہ کافر کہا۔ نہ فاسق و منافق۔ بلکہ ایسا سوچنے والوں کو بھی منع کر دیا۔

تفضیلیہ وروافض کو دعوتِ فکر دیتے ہوئے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر نص صریح سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا باطل ہونا، حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ثابت ہو گیا تھا، تو آپ نے ان کے ساتھ پھر تحکیم کیوں قبول کی؟

اور سیدنا امام حسن مجتبیٰ نے نص صریح سے حضرت معاویہ کے باغی و

باطل ہونے کا ثبوت مل جانے کے بعد ان کو خلافت کیوں سونپی؟ اور ان کی بیعت کیوں کی؟ کیا باغی و باطل ایسے ہی سلوک کا مستحق ہوتا ہے؟

نیز کثیر صحابہ کرام جو جنگ صفین میں دونوں فریق سے لاتعلق تھے، حق ظاہر ہونے پر حضرت علی کے لشکر میں شامل کیوں نہ ہوئے؟ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی علی الاعلان مخالفت کیوں نہ کی؟

اگر میرے مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کو دشمنانِ قرآن و سنت سمجھتے تھے تو ایسے دشمنِ قرآن و سنت سے جنگ کیوں روک لی؟

اپنے اور ان کے درمیان تحکیم کو کیوں اختیار کیا؟

اپنے اور ان کے مقتولین کو جنتی کیوں قرار دیا؟

ان کو اپنا بھائی کیوں قرار دیا؟

ان کا اور اپنا دین ایک کیوں قرار دیا؟

امام حسن مجتبیٰ نے خلافت ان کے سپرد کیوں کی؟

امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کیوں کی؟

حسنین کریمین نے دشمنانِ قرآن و سنت سے بھاری وظائف اور ہدایا کیوں قبول کئے؟

چھٹی روایت:

"حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرًا يَقُولُ: سَمِعْتُ شَيْخًا يُحَدِّثُ، مُغِيرَةَ، عَنِ ابْنَةِ هِشَامِ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ۔ وَكَانَتْ تُمَرِّضُ عَمَّارًا۔

قَالَتْ: جَاءَ مُعَاوِيَةُ إِلَى عَمَّارٍ يَعُودُهُ، فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ، قَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنِيَّتَهُ بِأَيْدِينَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ»"[1]

تبصرہ:

اس روایت کی سند بھی ضعیف ہیں؛ کیونکہ اس میں دو راوی مجہول ہیں۔ سمعت شیخاً میں شیخ سے کون شخص مراد ہیں کچھ معلوم نہیں، نیز بنت ھشام کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں، کہ کون ہیں؟ علامہ نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى، وَالطَّبَرَانِيُّ، وَابْنَةُ هُشَامٍ وَالرَّاوِي عَنْهَا لَمْ أَعْرِفْهُمَا۔" یعنی اسے ابو یعلی و طبرانی نے روایت کیا ہے، بنت ہشام اور اس سے روایت لینے والا (شیخ) دونوں کو میں نہیں جانتا۔[2]

** قاتل عمار کون؟ **

سوال:

کیا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قاتل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرار دیا جا سکتا ہے؟

جواب:

حضرت عمار بن یاسر کی شہادت سے جڑی ایک اہم بحث یہ بھی ہے کہ

1... مسند أبي يعلى الموصلي، 13/353، رقم الحديث:7364، دار المامون، دمشق

2... مجمع الزوائد و منبع الفوائد، 9/296

انہیں کس نے قتل کیا اور قاتل کون قرار پاتا ہے؟ اگرچہ تفضیلیوں کا پورا زور اس بات پر ہے کہ کسی نہ کسی طرح قتلِ عمار کا ذمہ دار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ٹھہرایا جائے، حالانکہ صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین میں سے کسی نے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قتلِ عمار کا الزام نہ دیا، نہ حدیثِ عمار کا مصداق آپ کی ذات گرامی کو ٹھہرایا گیا۔ بعض ضعیف و مضطرب روایات میں صحابیِ رسول ابو الغادیہ الجہنی رضی اللہ عنہ کا نام ملتا ہے، بعض تاریخی دستاویزات میں "ابو الغادیہ الفزاری و ابن جوی السلسکی" دو اشخاص کا نام مذکور ہے، کچھ مقامات پر بطورِ قاتل عقبہ بن عامر، عمر بن حارث اور شریک بن سلمہ کے ناموں کی بازگشت سنائی دیتی ہے، حالانکہ یہ تمام اقوال ساقط الاعتبار ہیں، ان میں سے کوئی بھی قول محدثین، فقہاء اور صوفیاء کے منہج کے مطابق پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ ان تمام مضطرب و ضعیف روایات کے برعکس ثقہ، معتمد و صحیح الاسناد روایت کے مطابق قاتل ایک نامعلوم و مجہول شخص تھا۔ جبکہ محتاط ترین قول یہ ہے کہ قتلِ عمار کے اصل مجرم وہی تھے جن کے ہاتھ قتلِ عثمان غنی سے رنگین تھے، یعنی خوارج۔

اب ہم ترتیب وار ان تمام روایات کا فنی جائزہ لیتے ہیں:

ابو الغادیہ الفزاری و ابن جوی السلسکی:

بعض روایات میں بطورِ قاتلِ عمار تنہا ابو الغادیہ الفزاری رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے، دیگر بعض روایات میں ابو الغادیہ و ابن جوی السلسکی دو افراد کا ذکر

ہے۔ جبکہ مستدرک حاکم کی ایک اعلیٰ سند والی روایت اس کے خلاف گواہی دیتی ہے۔

ابن سعد کی روایت اور اس کا اضطراب:

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالُوا: أَخْبَرَنَا رَبِيعَةُ بْنُ كُلْثُومِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنْتُ بِوَاسِطِ الْقَصَبِ عِنْدَ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ فَقُلْتُ: الإِذْنُ. هَذَا أَبُو غَادِيَةَ الْجُهَنِيُّ. فقال عَبْدُ الأَعْلَى: أَدْخِلُوهُ. فَدَخَلَ عَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ لَهُ فَإِذَا رَجُلٌ طُوَالٌ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ لَيْسَ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ. فَلَمَّا أَنْ قَعَدَ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ـ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ قُلْتُ: بِيَمِينِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. وَخَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ـ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ يَوْمَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ إِلَى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا. أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ. فَقَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ. ثُمَّ قَالَ: أَلَا لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. قَالَ ثُمَّ أَتْبَعَ ذَا فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا نَعُدُّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ فِينَا حَنَانًا. فَبَيْنَا أَنَا فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ إِذْ هُوَ يَقُولُ: أَلَا إِنَّ نَعْثَلًا هَذَا لِعُثْمَانُ. فَأَلْتَفِتُ فَلَوْ أَجِدُ عَلَيْهِ أَعْوَانًا لَوَطِئْتُهُ حَتَّى أَقْتُلَهُ. قَالَ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تَشَأْ تُمَكِّنِّي مِنْ عَمَّارٍ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ صِفِّينَ أَقْبَلَ يَسْتَنُّ أَوَّلَ الْكَتِيبَةِ رَجِلًا حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فَأَبْصَرَ رَجُلٌ عَوْرَةً فَطَعَنَهُ فِي رُكْبَتِهِ بِالرُّمْحِ فَعَثَرَ فَانْكَشَفَ الْمِغْفَرُ

عَنْهُ. فَضَرَبْتُهُ فَإِذَا رَأْسُ عَمَّارٍ. قَالَ: فَلَمْ أَرَ رَجُلًا أَبْيَنَ ضَلَالَةً عِنْدِي مِنْهُ. إِنَّهُ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ مَا سَمِعَ ثُمَّ قَتَلَ عَمَّارًا. قَالَ وَاسْتَسْقَى أَبُو غَادِيَةَ فَأُتِيَ بِمَاءٍ فِي زُجَاجٍ فَأَبَى أَنْ يَشْرَبَ فِيهَا. فَأُتِيَ بِمَاءٍ فِي قَدَحٍ فَشَرِبَ. فَقَالَ رَجُلٌ عَلَى رَأْسِ الْأَمِيرِ قَائِمٌ بِالنَّبَطِيَّةِ: أَوِي يَدٍ كَفْتَا يَتَوَرَّعُ عَنِ الشَّرَابِ فِي زُجَاجٍ وَلَمْ يَتَوَرَّعْ عَنْ قَتْلِ عَمَّارٍ. (1)

ابن سعد نے یہ واقعہ تین راویوں سے نقل کیا: پہلے نمبر پر عفان بن مسلم (جو اختلاط کا شکار ہو چکے تھے)۔ دوسرے مسلم بن ابراہیم (جو کہ ثقہ ہیں)۔ تیسرے موسیٰ بن اسماعیل (بھی ثقہ اور ثبت ہیں)۔

متن میں واضح اضطراب ہے۔ کہیں کہا گیا کہ ایک شخص نے عمار کو نیزہ مارا۔ کبھی خود ابو غادیہ کو قاتل کہا گیا۔ آخر میں ایک مبہم راوی کا اپنا فہم شامل، جس نے "قاتل" کہہ کر اپنا تاثر دیا، نہ کہ اصل قول۔ بنیادی نکتہ جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ مسلم بن ابراہیم کی روایت (جو عفان کے اختلاط سے پاک ہے) میں قاتل وہی مجہول شخص ہے جو نیزہ مار کر بھاگ گیا۔ عفان کے اختلاط نے متن میں بگاڑ پیدا کیا، جس سے ابو غادیہ قاتل بن گئے۔

مسند احمد کی روایت کا مقام:

"قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ: حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْعَنَزِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ كُلْثُومِ

1... الطبقات الکبریٰ، ج3، ص197، 196

بْنِ جَبْرٍ، قَالَ: كُنَّا بِوَاسِطِ الْقَصَبِ عِنْدَ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: فَإِذَا عِنْدَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُو الْغَادِيَةِ، اسْتَسْقَى مَاءً، فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ مُفَضَّضٍ، فَأَبَى أَنْ يَشْرَبَ، وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا أَوْ ضُلَّالًا ـ شَكَّ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ـ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ» فَإِذَا رَجُلٌ يَسُبُّ فُلَانًا، فَقُلْتُ: وَاللهِ لَئِنْ أَمْكَنَنِي اللهُ مِنْكَ فِي كَتِيبَةٍ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ صِفِّينَ إِذَا أَنَا بِهِ وَعَلَيْهِ دِرْعٌ قَالَ: فَفَطِنْتُ إِلَى الْفُرْجَةِ فِي جُرُبَّانِ الدِّرْعِ فَطَعَنْتُهُ، فَقَتَلْتُهُ، فَإِذَا هُوَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، قَالَ: قُلْتُ: وَأَيَّ يَدٍ كَفَتَاهُ يَكْرَهُ أَنْ يَشْرَبَ فِي إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ، وَقَدْ قَتَلَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ۔"

ابن عون نے کلثوم بن جبر سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں: ہم واسط القصب میں عبد الاعلیٰ بن عبد اللہ بن عامر کے پاس تھے۔ اتنے میں ان کے پاس ایک آدمی آیا جسے ابو الغادیہ کہا جاتا تھا۔ اس نے پانی مانگا، چنانچہ اسے ایک ایسا برتن دیا گیا جس پر چاندی کی ملمع کاری تھی، تو اس نے اس میں پینے سے انکار کر دیا۔ پھر اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا اور یہ حدیث بیان کی کہ تم میرے بعد کافر یا گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ (ابن ابی عدی کو اس میں شک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافر فرمایا یا گمراہ)۔ اسی مجلس میں ایک آدمی کسی شخص کو برا بھلا کہنے لگا، تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر اللہ نے مجھے کسی لشکر میں تم پر قابو دے دیا تو میں

ضرور تم سے نمٹوں گا۔ پھر جب صفین کا دن آیا تو میں نے اسی شخص کو دیکھا، وہ زرہ پہنے ہوئے تھا۔ میں نے زرہ کے گریبان میں موجود خلا کو بھانپ لیا، چنانچہ میں نے اس پر نیزہ مارا اور اسے قتل کر دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تھے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا افسوس! کیسی بد قسمتی کی بات ہے کہ جو شخص چاندی کے ملمع شدہ برتن میں پانی پینے کو تو ناپسند کرتا ہے، مگر اس نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔(1)

کلثوم بن جبر سے یہ روایت نقل کرنے والا راوی "ابن عون" ہے، اس روایت میں قتل کی نسبت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے، جبکہ انہی کلثوم بن جبر سے ان کے بیٹے ربیعہ بن کلثوم (جو "ابن عون" سے اوثق اور ثبت ہیں) یہی روایت نقل کرتے ہیں، اس روایت کے مطابق ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ صرف اس واقعہ کا مشاہدہ کر رہے تھے، قاتل کوئی اور نامعلوم شخص تھا۔

اور یہ بات حدیث کے ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ اوثق کی مخالفت روایت کو شاذ و مردود بنا دیتی ہے، اگرچہ مخالفت کرنے والا راوی ثقہ ہو۔

ڈاکٹر محمود الطحان لکھتے ہیں: "من المعلوم ان الشاذ حديث مردود۔"

ترجمہ: یہ بات معلوم ہے کہ شاذ حدیث مردود ہوتی ہے۔(2)

1...مسند أحمد، رقم الحدیث: 16698

2...تیسیر مصطلح الحدیث، ص 88، مکتبۃ المدینہ، کراچی

مزید یہ کہ اس روایت کا متن، مستدرک کی صحیح روایت کے خلاف ہے۔
لہٰذا اس کا متن بھی شاذ و منکر قرار پاتا ہے۔

طبقات ابن سعد اور مسند احمد کی روایت کے برعکس صحیح اور اقرب الی الصواب روایت مستدرک کی روایت (5658) ہے؛ کیونکہ اس کی سند قوی ترین ہے۔ ابو غادیہ کی اپنی زبانی، قاتل مجہول شخص بتایا گیا ہے، نیز اس کے متن میں کوئی اضطراب نہیں۔

2. ابن سعد اور مسند احمد کی روایات شذوذ اور مضطرب متن کی وجہ سے ضعیف ہیں۔ نیز متن میں بھی باہمی تضاد پایا جاتا ہے۔ ابو غادیہ کو قاتل قرار دینا ایک راوی کا ذاتی فہم ہے، حقیقت نہیں۔

حاصلِ تحقیق یہ ہے حضرت عمار بن یاسر کے قاتل ابو غادیہ رضی اللہ عنہ نہیں تھے۔ بلکہ ابو غادیہ تو خود گواہی دے رہے ہیں کہ عمار بن یاسر کو ایک مجہول شخص نے نیزے سے قتل کیا تھا۔ بعض روایات میں ابو غادیہ کو قاتل قرار دینا اختلاط شدہ راوی کی غلط فہمی ہے۔ جبکہ راجح اور صحیح روایت کے مطابق قاتل ایک نامعلوم شخص تھا جسے کسی معتبر روایت میں نام لے کر ذکر نہیں کیا گیا۔

دیگر بعض روایات جن میں بطور قاتل دو افراد (ابو الغادیہ فزاری و ابن جوی سکسکی) کو نامزد کیا گیا، اس کی فنی حیثیت بھی ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ ابن کثیر اپنی تاریخ "البدایہ والنہایہ" میں نقل کرتے ہیں: "وَقَالَ

إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دِيزِيلَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شَمِرٍ، عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعبيّ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ: قَالَ ثُمَّ حَمَلَ عَمَّارُ بْنُ ياسر عليهم فحمل عليه ابن جوى السكسكى وَأَبُو الْغَادِيَةِ الْفَزَارِيُّ، فَأَمَّا أَبُو الْغَادِيَةِ فَطَعَنَهُ، وأما ابن جوى فَاحْتَزَّ رَأْسَهُ."

ترجمہ: ابراہیم بن حسین بن دیزیل کہتے ہیں: ہمیں یحیٰ بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے عمرو بن شمر سے، انہوں نے جابر جُعفی سے روایت کی، وہ کہتے ہیں: میں نے شعبی کو احنف بن قیس سے روایت کرتے ہوئے سنا، وہ کہتے ہیں: پھر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ دشمنوں پر حملہ آور ہوئے تو ابن جَوّی سَکسکی اور ابو الغادیہ فزاری ان پر ٹوٹ پڑے۔ چنانچہ ابو الغادیہ نے آپ کو نیزہ مارا اور ابن جَوّی نے آپ کا سر تن سے جدا کر دیا۔[1]

حکمِ روایت:

اس روایت کا مرکزی راوی جابر بن یزید الجعفی ہے، جو کہ جمہور محدثین کے نزدیک مجروح ہے۔ اس کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

1: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: "حدثنا أَبُويحيى الْحمانِي قَالَ سَمِعت أَبَا حنيفَة يَقُول مَا رَأَيْت أحدا أكذب من جَابر الْجعْفِيّ۔"

1... البدایہ والنہایہ، 7/ 297، دار إحیاء التراث، بیروت

ترجمہ: میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا شخص کوئی نہیں دیکھا۔[1]

2: امام ابن حبان کہتے ہیں: کان سبئیا من أصحاب عبد الله بن سبأ، کان یقول: إن علیا یرجع إلی الدنیا.

وہ سبائی تھا اور عبد اللہ بن سبا کا پیروکار تھا، اور رجعتِ علی کا قائل تھا۔[2]

3: امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، امام زائدہ سے روایت کرتے ہیں: العقیلی، حدثنا حبان بن إسحاق المروزی، حدثنا إسحاق بن باجویه الترمذی، حدثنا یحیی بن یعلی، سمعت زائدة یقول: جابر الجعفی رافضی یشتم أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم.

"وہ رافضی تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیا کرتا تھا۔[3]

4: امام شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جابر بن یزید الجعفی.... من أکبر علماء الشیعة وثقه شعبة فشذ وترکه الحفاظ۔

"جابر شیعہ کے بڑے علماء میں سے تھا، اگرچہ امام شعبہ نے اسکی توثیق کی ہے لیکن وہ توثیق شاذ ہے، ائمہ حفاظ کے نزدیک یہ متروک ہے۔"[4]

سیدی اعلی حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جابر بن یزید الجعفی ہے جو ضعیف رافضی اور متہم ہے امام اعظم

1... العلل الصغیر للترمذی، ص739

2... میزان الاعتدال، 1/383

3... میزان الاعتدال، 1/383

4... الکاشف، 1/288، دار القبلہ، جدہ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جو لوگ دیکھے ان میں عطا سے بڑھ کر سچا کسی کو نہیں پایا اور جابر جعفی سے زیادہ جھُوٹا کوئی نہیں دیکھا، اسی طرح ایوب، زائدہ، یحیٰی اور جوزجانی نے اسے جھُوٹا قرار دیا۔ قطان، ابن مہدی، نسائی اور دیگر محدثین نے اسے ترک کر دیا۔[1]

اس روایت کی سند کا دوسرا اہم کردار "عمرو بن شمر" ہے، اس کے بارے میں محدثینِ اہل سنت و کبار اہل تشیع کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

قال النجاشی: " عمرو بن شمر أبوعبداللہ الجعفی ، عربی ، روی عن أبی عبداللہ، ضعیف جدا ، زید أحادیث فی کتب جابر الجعفی ینسب بعضها إلیه والامر ملتبس "

نجاشی نے کہا: "عمرو بن شَمِر ابو عبد اللہ جُعفی، اس نے امام ابو عبد اللہ سے روایت کی ہے، وہ نہایت شدید درجے کا ضعیف راوی ہے۔ جابر جُعفی کی کتابوں میں کچھ احادیث کا اضافہ کر دیا گیا ہے جن میں سے بعض اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، اور معاملہ خلط ملط ہو چکا ہے۔"

اقول: الرجل لم تثبت وثاقته ، فإن توثیق ابن قولویه إیاہ معارض بتضعیف النجاشی ، فالرجل مجهول الحال.

شیعہ امام خوئی کہتا ہے:" اس شخص کی ثقاہت ثابت نہیں ہے، کیونکہ ابن قولویہ (علی بن ابراہیم قمی) کی اس کی توثیق نجاشی کے تضعیف کرنے کے

1... فتاویٰ رضویہ، 5/ 140، سافٹ ویئر

مقابل ہے۔ لہٰذا یہ شخص مجہول الحال ہے۔"[1]

امام شمس الدین الذھبی اس کے بارے میں لکھتے ہیں: وقال الجوزجانی: زائغ کذاب. وقال ابن حبان: رافضی یشتم الصحابة، ویروی الموضوعات عن الثقات.وقال البخاری: منکر الحدیث.

ترجمہ: علامہ جوزجانی نے کہا: یہ گمراہ اور جھوٹا ہے۔ ابنِ حِبّان نے کہا: یہ رافضی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا ہے اور ثقہ راویوں کا نام لے کر من گھڑت روایتیں بیان کرتا ہے۔ امام بخاری نے کہا: اس کی حدیث منکر ہے (یعنی سخت ضعیف اور ناقابلِ قبول ہے)۔[2]

عقبہ بن عامر، عمر بن حارث، شریک بن سلمہ:

اس بارے میں بھی مختلف روایات ہیں، بعض روایات کے مطابق عقبہ بن عامر، عمر بن حارث اور شریک بن سلمہ تینوں نے مل کر قتل کیا، بعض روایات کے مطابق صرف عقبہ بن عامر اور بعض میں صرف عمر بن حارث کا نام ملتا ہے۔

"قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: قُتِلَ عَمَّارٌ. رَحِمَهُ اللهُ. وَهُوَ ابْنُ إِحْدَى وَتِسْعِينَ سَنَةً. وَكَانَ أَقْدَمَ فِي الْمِيلادِ مِنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَكَانَ أَقْبَلَ إِلَيْهِ

1... معجم رجال الحدیث، 13/106، رقم الترجمۃ: 8922، مطبوعہ نجف

2... میزان الاعتدال، 3/268، دار المعرفہ، بیروت

ثَلَاثَةُ نَفَرٍ: عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ وَعُمَرُ بْنُ الْحَارِثِ الْخَوْلَانِيُّ وَشَرِيكُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ. فَانْتَهَوْا إِلَيْهِ جَمِيعًا وَهُوَ يَقُولُ: وَاللهِ لَوْ ضَرَبْتُمُونَا حَتَّى تَبْلُغُوا بِنَا سَعَفَاتِ هَجَرَ لَعَلِمْتُ أَنَّا عَلَى حَقٍّ وَأَنْتُمْ عَلَى بَاطِلٍ. فَحَمَلُوا عَلَيْهِ جَمِيعًا فَقَتَلُوهُ."

ابن عون سے مروی ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ اکانوے سال کی عمر میں قتل کیے گئے ان کی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر تھی ان کی طرف تین آدمی متوجہ ہوئے، عقبہ بن عامر الجہنی، عمر ابن حارث الخولانی اور شریک بن سلمہ المرادی یہ تینوں اس وقت ان کے پاس پہنچے کہ وہ کہہ رہے تھے اگر تم لوگ ہمیں مار کے سعفات ہجر تک پہنچا دو تو مجھے معلوم ہو گا کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو سب نے مل کر ان پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔

"وَزَعَمَ بَعْضُ النَّاسِ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ هُوَ الَّذِي قَتَلَ عَمَّارًا. وَهُوَ الَّذِي كَانَ ضَرَبَهُ حِينَ أَمَرَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. وَيُقَالُ بَلِ الَّذِي قَتَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْحَارِثِ الْخَوْلَانِيُّ۔"

بعض لوگوں کا گمان ہے کہ عقبہ بن عامر ہی وہ شخص ہے جس نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور یہی وہ شخص ہے جس کو انہوں نے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے حکم سے مارا تھا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شخص جس نے انہیں قتل کیا عمر بن الحارث الخولانی ہے۔(1)

1...الطبقات الکبریٰ، 3/ 196، دار الکتب العلمیہ، بیروت

تبصرہ:

اس روایت میں کل تین راوی ہیں، پہلے راوی محمد بن عمر الواقدی ہیں، ان کے بارے میں ائمہ نقاد کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذہبی نقل کرتے ہیں: "قال أحمد بن حنبل: هو كذاب، يقلب الأحاديث، ۔۔۔وقال ابن معين: ليس بثقة. وقال البخاری وأبوحاتم: متروك.وقال أبوحاتم أيضا والنسائی: يضع الحديث.وقال الدارقطنی: فيه ضعف. وقال أبوغالب ابن بنت معاوية بن عمرو: سمعت ابن المدينی يقول.الواقدی يضع الحديث."

ترجمہ: امام احمد بن حنبل نے فرمایا: یہ (شخص) جھوٹا ہے، حدیثوں کو اُلٹ پلٹ کر بیان کرتا ہے۔۔۔اور امام ابنِ معین نے فرمایا: یہ ثقہ نہیں۔ اور امام بخاری اور ابو حاتم نے کہا: یہ متروک راوی ہے۔ اور ابو حاتم نیز نسائی نے کہا کہ یہ حدیث گھڑتا ہے۔ اور امام دار قطنی نے فرمایا: اس میں ضعف ہے۔ اور ابو غالب ابنِ بنتِ معاویہ بن عمرو کہتے ہیں: میں نے امام ابنِ المدینی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ واقدی حدیث گھڑتا تھا۔[1]

سیدی اعلی حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1340ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

" واقدی کو جمہور اہلِ اثر نے چنین وچناں کہا جس کی تفصیل میزان

1... میزان الاعتدال، 3/ 663، دارالمعرفہ، بیروت

وغیرہ کتبِ فن میں مسطور، لاجرم تقریب میں کہا: **متروك مع سعة علمه** (علمی وسعت کے باوجود متروک ہے۔) اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک اُن کی توثیق ہی راجح ہے۔"(1)

اس سند کا دوسرا راوی "عبد اللہ بن جعفر" ہے، اس کے بارے میں امام شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں: "**عبد الله بن جعفر ۔۔۔ متفق على ضعفه.قال يحيى: ليس بشئ.وقال أبو حاتم: منكر الحديث جدا.وقال النسائی: متروك الحديث.وقال الجوزجانی: واه.**"

ترجمہ: عبد اللہ بن جعفر۔۔۔ سب کے نزدیک متفقہ طور پر ضعیف ہے۔ یحییٰ (بن معین) نے کہا: یہ کچھ بھی نہیں۔ ابو حاتم نے فرمایا: یہ بہت زیادہ منکر الحدیث ہے۔ نسائی نے کہا: یہ متروک الحدیث ہے۔ اور جوزجانی نے کہا: یہ نہایت کمزور ہے۔

کیا ایسی شدید الضعف روایت کی بنیاد پر کسی کو قاتل نامزد کرنا قرین انصاف ہو سکتا ہے؟ بغیر ثبوت شرعی و دلیل قطعی کے کسی کی طرف قتل جیسے گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا روا ہو سکتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں: "**لا تجوز نسبة مسلم إلى كبيرة من غير تحقيق ۔**" ترجمہ: یعنی کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت بلا تحقیق حرام ہے۔(2)

1 ... فتاویٰ رضویہ، 5 / 535

2 ... إحیاء علوم الدین، 3 / 125، دار المعرفہ، بیروت

یا قاتل کوئی اور نا معلوم شخص تھا؟

"حدثنا أبو جعفر محمد بن صالح بن هانئ، ثنا السري بن خزيمة، ثنا مسلم بن إبراهيم، ثنا ربيعة بن كلثوم، حدثني أبي قال: كنت بواسط القصب في منزل عبد الأعلى بن عبد الله بن عامر، قال الآذن: هذا أبو غادية الجهني يستأذن، فقال عبد الأعلى: أدخلوه، فأدخل وعليه مقطعات، فإذا رجل طوال ضرب من الرجال كأنه ليس من هذه الأمة، فلما قعد، قال: «كنا نعد عمار بن ياسر من خيارنا» قال: «فوالله إني لفي مسجد قباء إذا هو يقول - وذكر كلمة - لو وجدت عليه أعوانا لوطئته حتى أقتله» قال: «فلما كان يوم صفين أقبل يمشي أول الكتيبة راجلا حتى كان بين الصفين طعن رجلا بالرمح، فصرعه، فانكفأ المغفر عنه، فضربه فإذا رأس عمار بن ياسر» ، قال: يقول مولى لنا: لم أر رجلا أبين ضلالة منه۔"

مستدرک حاکم کی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ ربیعہ بن کلثوم اپنے والد کلثوم بن جبر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ واسط القصب میں عبد الأعلی بن عبد اللہ بن عامر کے پاس تھے۔ وہاں ابو غادیہ جہنی آئے، جنہوں نے گفتگو میں یہ بتایا کہ:

1. ہم عمار بن یاسر کو اپنے بہترین اور نیک لوگوں میں شمار کرتے تھے۔
2. میں مسجد قباء میں تھا، عمار بن یاسر کچھ ایسی باتیں کر رہے تھے جن پر میں نے کہا کہ اگر مجھے ان پر غلبہ ملا تو میں انہیں قتل کر دوں گا۔

3. جنگ صفین میں، میں نے دیکھا کہ ایک نامعلوم شخص نے عمار پر نیزے کا وار کیا جس سے وہ گر گئے۔

4. میں نے کوئی شخص اتنا گمراہ نہ دیکھا جتنا وہ شخص جس نے انہیں نیزہ مارا۔

اس روایت میں ابو غادیہ خود گواہی دے رہے ہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قتل میں ان کا ہاتھ شامل نہیں۔ بلکہ قاتل ایک نامعلوم شخص بتایا گیاہے۔ ابو غادیہ اس وقت صرف مشاہدہ کرنے والے تھے، قاتل نہیں۔ [1]

اس روایت کی بناپر ابو غادیہ یا سکسکی کو قاتل قرار دینا قطعاً درست نہیں۔

سند کی تحقیق (مستدرک کی روایت)

1. ابن ہانی (أبو جعفر الوراق النیسابوری)

محدثین کے نزدیک ثقہ، ثبت، أجود العباد۔

امام حاکم، ابن کثیر، ابن صلاح سب نے ان کی قابلِ اعتماد حیثیت پر جرح نہیں کی۔

2. السری بن خزیمہ

امام ذہبی نے الحافظ الحجۃ کہا۔

امام حاکم: شیخ فوق الثقۃ۔

3. مسلم بن ابراہیم البصری

1... مستدرک الحاکم علی صحیحین، روایت نمبر 5658

امام ابن معین: ثقہ مأمون۔

امام ابو حاتم: ثقۃ صدوق۔

امام ذہبی: الإمام الحافظ الثقۃ۔

4. ربیعہ بن کلثوم اور ان کے والد کلثوم بن جبر

دونوں قابلِ قبول راوی ہیں۔

حکمِ حدیث:

مستدرک کی یہ سند مضبوط، متصل، اور اعلیٰ درجے کی ہے۔ اور اس صحیح روایت کے مطابق حضرت عمار بن یاسر کا قاتل "گروہِ خوارج" میں سے کوئی نامعلوم شخص تھا۔ نہ کہ صحابہ کرام میں سے کوئی شخص۔

اس بحث کے آخر میں ہم تمام تفضیلی رافضیوں اور مرزائی فالوورز سے ایک سوال کرنا چاہیں گے کہ ان روایات سے کئی قاتل ثابت ہو رہے ہیں:

1: ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ۔

2: وہ شخص جسے ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ نے نیزہ مارتے دیکھا۔

3: وہ دو افراد، جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے۔

4: عقبہ بن عامر، عمر بن حارث یا شریک بن سلمہ۔ اب صرف ایک ہی سوال ہے کہ ان سب میں سے نامزد قاتل کون ہے؟ کسی ایک صحیح روایت سے ثابت کریں۔

☆☆حدیث عمار واقوالِ ائمہ☆☆

حدیثِ عمار کی شرح میں علمائے اہل سنت کے تین اقوال ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ قاتلینِ عمار باغی وخوارج تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی فرد اس روایت کا مصداق نہیں ہے۔ (یہی محتاط و اقرب الی الصواب قول ہے۔)

دوسرا قول یہ ہے کہ اس روایت میں حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر مراد ہے، البتہ یہ روایت مؤول ہے، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے پیروکار خاطی و گنہگار نہیں بلکہ اجتہادی خطا کی بناء پر ایک اجر کے مستحق ہیں، اور اس روایت کی بناء پر ان پر کسی طرح کا طعن ہرگز جائز نہیں ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اس روایت کو موضوعِ سخن ہی نہ بنایا جائے، بلکہ سکوت اختیار کیا جائے۔ (عقیدہ و ایمان کے تحفظ کے اعتبار سے یہ قول محفوظ ترین ہے۔)

پہلا قول:

یہ قول ان محتاط متقدمین علمائے کرام کا ہے، جن کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی فرد اس (حدیثِ عمار) کا مصداق و مراد نہیں، بلکہ اس حدیث کا مصداق باغی اور خوارج ہیں، یعنی وہ گروہ جنھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، اسی کے ہاتھوں جنگ صفین میں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی

شہادت ہوئی۔ اقوالِ علماء ملاحظہ فرمائیں:

1: مہلب بن ابی صفرہ (المتوفی 435ھ):

" وقوله: ﴿يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار﴾ إنما يصح ذلك فى الخوارج الذين بعث إليهم على عماراً ليدعوهم إلى الجماعة، وليس يصح فى أحد من الصحابة، لأنه لا يجوز لأحد من المسلمين أن يتأول عليهم إلا أفضل التأويل، لأنهم أصحاب رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم الذين أثنى الله عليهم وشهد لهم بالفضل فقال تعالى: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾، قال المفسرون: هم أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم، وقد صح أن عماراً بعثه على إلى الخوارج يدعوهم إلى الجماعة التى فيها العصمة بشهادة الرسول لا تجتمع أمتى على ضلال۔ "

ترجمہ: (یہ انہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ اسے جہنم کی طرف بلائیں گے) یہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف خوارج کے بارے میں ہی درست ہو سکتا ہے، جن کی طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا تاکہ وہ انہیں جماعت کی طرف بلائیں۔ یہ بات کسی بھی صحابی کے بارے میں درست نہیں ہو سکتی، کیونکہ مسلمانوں میں سے کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں سوائے بہترین تاویل کے کوئی تاویل کرے، اس لیے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے اور ان کی فضیلت کی گواہی دی ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: "تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی"۔ مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو خوارج کی طرف بھیجا تھا کہ وہ انہیں اس جماعت کی طرف بلائیں جس میں عصمت اور حفاظت ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی ہے: "میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی"۔ (1)

2: امام علی بن خلف المعروف ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 449ھ):

"فَإِن قيل: كَانَ قتل عمار بصفين، وَكَانَ مَعَ عَليّ رَضِي الله تعالى عَنهُ، وَكَانَ الَّذين قَتَلُوهُ مَعَ مُعَاوِيَة، وَكَانَ مَعَه جمَاعَة من الصَّحَابَة فَكيف يجوز أَن يَدعُوهُ إِلَى النَّار؟ فَأجَاب ابْن بطال عَن ذَلِك فَقَالَ: إِنَّمَا يَصح هَذَا فِي الْخَوَارِج الَّذين بعث إِلَيْهِم عَليّ عمارا يَدعُوهم إِلَى الْجَمَاعَة، وَلَيْسَ يَصح فِي أحد من الصَّحَابَة لِأَنَّهُ لَا يجوز أَن يتَأَوَّل عَلَيْهِم إِلَّا أفضل التَّأْوِيل. قلت: تبع ابْن بطال فِي ذَلِك الْمُهلب، وَتَابعه على ذَلِك جمَاعَة فِي هَذَا الْجَواب، وَلَكِن لَا يَصح هَذَا، لِأَن الْخَوَارِج إِنَّمَا خرجُوا على عَليّ رَضِي الله تعالى عَنهُ، بعد قتل عمار بِلَا خلاف بَين أهل الْعلم بذلك، لِأَن ابْتِدَاء أَمرهم كَانَ عقيب التَّحْكِيم بَين عَليّ وَمُعَاوِيَة، وَلم يكن التَّحْكِيم إِلَّا بعد انْتِهَاء الْقِتَال بصفين، وَكَانَ قتل عمار قبل ذَلِك قطعا وَأجَاب بَعضهم بِأَن المُرَاد بالذين يَدعُونَهُ إِلَى

1... شرح صحیح البخاری لابن بطال، 2/ 98، 99

النَّار کفار قُرَیْش، وَهَذَا أَيْضا لَا يَصح، لِأَنَّهُ وَقع فِي رِوَايَة ابْن السكن وكريمة وَغَيرهمَا زِيَادَة توضيح بِأَن الضَّمِير يعود على قتلة عمار، وهم أهل الشَّام۔"

ترجمہ: اگر اعتراض کیا جائے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت صفین میں ہوئی، اور وہ اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اور جن لوگوں نے انہیں قتل کیا وہ سیدنا معاویہ کے لشکر میں تھے، اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی، تو پھر کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ (حدیثِ نبوی کے مطابق) وہ عمار کو آگ کی طرف بلانے والے قرار پائیں؟

اس کا جواب ابن بطال نے یہ دیا کہ یہ بات (کہ وہ عمار کو آگ کی طرف بلاتے تھے) صرف اُن خوارج کے بارے میں درست ہو سکتی ہے جن کی طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عمار کو بھیجا تھا کہ وہ انہیں جماعت کی طرف بلائیں، اور یہ بات کسی صحابی کے بارے میں درست نہیں ہو سکتی، کیونکہ صحابہ کے بارے میں سوائے بہترین تاویل کے کوئی تاویل جائز نہیں۔

بعض نے یہ جواب دیا کہ ”جو لوگ اسے آگ کی طرف بلاتے تھے“ سے مراد کفارِ قریش ہیں۔[1]

3: امام ابو القاسم اسماعیل بن محمد التیمی المعروف "قِوَام السنة" رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 535ھ):

"وقوله: ﴿يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار﴾ يعني الخوارج الذين

1... عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، 4/209، دار احیاء التراث، بیروت

دعاهم إلى الجماعة، وليس يصح ذلك في حق أحد من الصحابة الذين أثنى الله عليهم، وشهد لهم بالفضل، فقال تعالى: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾، قال أهل اللغة والتفسير: هم أصحاب محمد صلى الله عليه وآله وسلم۔"

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان: (یہ انہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ اسے جہنم کی طرف بلائیں گے) سے مراد خوارج ہیں، جنہیں حضرت عمار نے جماعت کی طرف بلایا تھا، اور یہ بات صحابہ کرام میں سے کسی کے حق میں درست نہیں ہو سکتی، جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی اور ان کے فضل و شرف کی گواہی دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی“۔ اہلِ لغت اور مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں۔[1]

4: سراج الدین ابو حفص عمر بن علی المعروف ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 804ھ):

وقوله: ﴿يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار﴾ إنما يصح ذلك في الخوارج الذين بعث إليهم علي بن أبي طالب عماراً ليدعوهم إلى الجماعة، وليس يصح في أحد من الصحابة، لأنه لا يجوز لأحد من المسلمين أن يتأول عليهم إلا أفضل التأويل، لأنهم الصحابة الذين أثنى الله عليهم وشهد لهم

1… شرح صحیح البخاری للاصبهانی، 2/ 407، مکتبہ اسفار، کویت

بالفضل بقوله: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قال المفسرون: وهم أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ، وقد صح أن عماراً بعثه على إلى الخوارج يدعوهم إلى الجماعة التي فيها العصمة بشهادة النبي صلى الله عليه وسلم ﴿أن أمته لا تجتمع على ضلال﴾۔"

ترجمہ: یہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ: "وہ (عمار) انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ اسے آگ کی طرف بلائیں گے" یہ بات صرف خوارج کے بارے میں درست ہو سکتی ہے، جن کی طرف سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا تاکہ وہ انہیں جماعت کی طرف بلائیں۔ یہ بات کسی بھی صحابی کے بارے میں درست نہیں ہو سکتی، کیونکہ کسی مسلمان کے لیے صحابہ کرام کے بارے میں سوائے اچھے اور بہترین تأویل کے کچھ کہنا جائز نہیں، اس لیے کہ وہ وہی صحابہ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی اور انہیں فضیلت دی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾۔(پ4،اٰل عمرٰن:110)

مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں۔

اور یہ بات صحیح ثابت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو خوارج کی طرف بھیجا تھا تاکہ وہ انہیں جماعت کی طرف بلائیں، وہ جماعت جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس گواہی کے مطابق حفاظت اور

عصمت ہے کہ: "میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہو گی۔"[1]

ان اقوال کی تائید درج ذیل روایت و قرائن سے بھی ہوتی ہے:

1: المستدرک کی حدیث میں صراحت ہے کہ حدیث عمار رضی اللہ عنہ خوارج کے بارے میں ہے: "حدثنا أبو أحمد الحسين بن على التميمى، حدثنا أبو القاسم عبد الله بن محمد البغوى، حدثنا أبو كامل الجحدرى، حدثنا عبد العزيز بن المختار، حدثنا خالد الحذاء عن عكرمة عن ابن عباس رضى الله عنهما: أنه قال له ولابنه على انطلقا إلى أبى سعيد فاسمعا منه حديثه فى شأن الخوارج، فانطلقا فإذا هو فى حائط له يصلح، فلما رآنا أخذ رداءه، ثم احتبى ثم أنشأ يحدثنا حتى علا ذكره فى المسجد فقال: كنا نحمل لبنة لبنة وعمار يحمل لبنتين لبنتين فرآه النبى صلى الله عليه وسلم، فجعل ينفض التراب عن رأسه ويقول: ﴿يا عمار! ألا تحمل لبنة لبنة كما يحمل أصحابك؟﴾ قال: إنى أريد الأجر عند الله، قال: فجعل ينفض ويقول: ﴿ويح عمار تقتله الفئة الباغية﴾ قال: ويقول عمار: أعوذ بالله من الفتن۔"

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے اور اپنے بیٹے علی سے کہا: تم دونوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے خوارج کے بارے میں ان کی حدیث سنو۔ چنانچہ ہم گئے تو وہ

1...التوضیح لشرح الجامع الصحیح، 5/ 537، 538، دار الفلاح، قطر

اس وقت اپنے ایک باغ میں تھے اور اس کی اصلاح کر رہے تھے۔ جب ہمیں دیکھا تو انھوں نے اپنی چادر پکڑی اور گوٹھ مار کر بیٹھ گئے۔ پھر ہمیں حدیث بیان کرنے لگے یہاں تک کہ مسجد (کے بنانے) کے بارے میں ذکر آیا تو فرمایا: ہم ایک ایک کچی اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو کچی اینٹیں اٹھاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں دیکھا تو ان کے سر سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا: "اے عمار! کیا تم ایک ایک کچی اینٹ نہیں اٹھاؤ گے، جیسے تمھارے ساتھی اٹھا رہے ہیں؟"، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا: "افسوس عمار پر! اسے باغی گروہ قتل کرے گا۔" سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کہتے تھے: میں فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔"[1]

تبصرہ رضوی:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حدیث عمار کا مصداق خوارج کو ہی سمجھتے تھے، یہی وجہ تھی کہ جب سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیٹے اور شاگرد خوارج کے بارے میں حدیث سننے کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، تو آپ نے انہیں حدیثِ عمار سنائی۔

2: دوسرا قرینہ یہ ہے کہ حدیثِ عمار میں قاتلین عمار کی صفت بیان ہوئی

1...المستدرک علی الصحیحین، رقم الحدیث: 2653

کہ وہ جہنم کی طرف بلانے والے ہوں گے اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ جہنم کی طرف بلانا خوارج کی صفت ہے۔ جیسا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ خوارج کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: " دعاة إلى أبواب جهنم من أجابهم إليها قذفوه فيها۔ "ترجمہ: (وہ خوارج) جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے جو ان کی بات مانیں گے، وہ ان کو جہنم میں جھونک دیں گے۔[1]

اس کی شرح میں علامہ عسقلانی لکھتے ہیں: " قَالَ عِيَاضٌ الْمُرَادُ۔۔۔ بِالدُّعَاةِ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ " مَنْ قَامَ فِي طَلَبِ الْمُلْكِ مِنَ الْخَوَارِجِ وَغَيْرِهِمْ۔ " ترجمہ: قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ جہنم کے دروازوں پر بلانے والوں" سے مراد وہ لوگ ہیں جو حکومت و اقتدار کے حصول کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تھے یعنی خوارج اور ان جیسے دوسرے لوگ۔[2]

تبصرہ رضوی: صحیح مسلم میں خارجیوں کی جو صفت بیان ہوئی، حدیث عمار میں بھی وہی صفت بیان ہوئی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث عمار رضی اللہ عنہ کے مصداق خوارج ہیں۔

تیسرا قرینہ یہ ہے کہ حدیث عمار میں قاتلین کے لیے لفظِ "جماعت" نہیں ذکر ہوا بلکہ لفظ "الفئة" وارد ہوا ہے، اگرچہ لفظ "فئة"، جماعت کے معنی میں

1... صحیح البخاری، 9/51، رقم الحدیث: 7084، دار طوق النجاۃ

2... فتح الباری لابن حجر، 13/36، دار المعرفہ، بیروت

بھی مستعمل ہے، لیکن اس کا اصل معنیٰ "جماعت اور لشکر کا خاص گروہ اور حصہ ہے جو لشکر سے الگ ہو یا لشکر کی پشت پناہی وحمایت میں کھڑا ہو۔

چنانچہ مشہور ادیب ابو ہلال العسکری (المتوفی 395ھ) "الجماعة" اور "الفئة" میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "الْفرق بَين الْجَمَاعَة والفئة: أَن الفئة هِيَ الْجَمَاعَة المتفرقة من غَيرهَا، من قَوْلك فأوت رَأسه أَي فلقته وأنفأى إِذا انفرج مكسورا والفئة فِي الْحَرْب الْقَوْم يكونُونَ ردء الْمُحَاربين يعنون اليهم إِذا حاول وَمِنْه قَوْله عزوَجل ﴿أَو متحيزا إِلَى فِئَة﴾ ثمَّ قيل لجمع كل من يمْنَع أحدا وينصره فِئَة وَقَالَ أَبُو عُبَيْدَة الفئة الأعوان۔"

ترجمہ: جماعت اور فئۃ کے درمیان فرق یہ ہے کہ فئۃ اُس منتشر گروہ کو کہتے ہیں جو کسی دوسری جماعت سے الگ ہو جائے۔ اس کی اصل تمثیل آپ کے اس قول سے ہے کہ "فَأَوْتُ رأسَه "یعنی میں نے اس کا سر چیر دیا، اور "أَنْفَأْتُه "یعنی وہ جدا ہو کر کھل گیا۔ اور جنگ میں فئۃ اُس قوم کو کہا جاتا ہے جو جنگ کرنے والوں کی پشت پناہی کرتی ہو، جن کی طرف آدمی پسپائی کی حالت میں ہٹ کر آ جاتا ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَى فِئَةٍ۔ پھر ہر اُس جماعت کو فئۃ کہا جانے لگا جو کسی کی مدد کرے اور اس کی حمایت میں کھڑی ہو۔ اور ابو عبیدہ نے فرمایا کہ فئۃ سے مراد مددگار اور اعوان ہوتے ہیں۔[1]

1...الفروق اللغویہ، ص279، دارالعلم، مصر

اس فرق سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا باغی گروہ، جماعتِ صحابہ کے ساتھ بہ ظاہر شامل تھا، یہاں پوری جماعت مراد نہیں ہے۔

دوسرا قول:

بعض علمائے کرام نے ان مذکورہ بالا متقدمین محتاط علمائے اہل سنت کی رائے سے اتفاق نہیں کیا جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ محتاط علمائے متقدمین نے حدیثِ عمار کا مصداق جن خوارج کو قرار دیا، متاخرین علماء نے ان خوارج سے وہ لوگ سمجھ لیے جن کا قلع قمع سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، حالانکہ علمائے متقدمین کے نزدیک خوارج سے مطلق خارجی مراد تھے، کوئی خاص گروہ یا طبقہ مراد نہیں تھا، اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خارجی گروہ زمانہ رسالت سے موجود تھا۔ جیسا کہ سنن نسائی میں حدیث مروی ہے کہ ایک خارجی شخص نے حضور علیہ السلام کی تقسیم پر اعتراض کرتے ہوئے عدل کا مشورہ دیا تھا تو آپ علیہ السلام نے ناراضی کا اظہار فرمایا، ایک صحابی نے اس خارجی کو قتل کرنے کی اجازت مانگی تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "قَالَ: يخرُجُ فِي آخِرِ الزَّمانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُم، يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ، حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ۔"

ترجمہ: " نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایک

قوم (خارجی) نکلے گی، گویا یہ شخص بھی انہی (خوارج) میں سے ہے۔ وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے ایسے باہر نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور کے پار نکل جاتا ہے۔ ان کی علامت سر منڈوانا ہو گا۔ وہ برابر نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔"

اس روایت سے پتا چلتا ہے کہ خوارج کا وجود تو زمانہ رسالت سے تھا لیکن اس وقت تک باقاعدہ الگ شناخت، ٹائٹل کے ساتھ ظاہر نہیں ہوئے تھے، جب جنگ صفین کے بعد مسئلہ تحکیم ہوا دونوں طرف صلح کی راہیں ہموار ہونے لگیں تو انہی خوارج نے صلح کو ناپسند کیا اور اس پر اعتراضات کرنا شروع کر دیے۔ پھر جب دونوں طرف سے جنگ بندی ہو گئی اور ان کا راستہ تنگ ہونے لگا تو انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ دونوں حضرات پر کفر کے فتوے لگا کر اعلان بغاوت کر کے اپنا الگ گروپ بنا لیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق باغی اور خارجی کہلائے۔

بہر حال اس حقیقت اور تحقیق سے قطع نظر ان دوسرے قول کے قائلین کے نزدیک اس حدیث کا مصداق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت ہے، کیوں کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے ہاتھوں ہوئی۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ انھیں جنت یعنی جنت کے

سبب (خلیفہ برحق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت و اطاعت) کی طرف بلا رہے تھے اور وہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو آگ یعنی آگ کے سبب (خلیفہ برحق کی بیعت و اطاعت نہ کرنے) کی طرف بلا رہے تھے۔

ان تمام ائمہ کے نزدیک بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ اپنی تاویل میں معذور تھے کہ ان کے ساتھ کئی صحابہ کرام اس گروہ میں تھے تو ان پر کسی قسم کی بدگمانی جائز نہیں ہے۔ بہر حال ان علمائے کرام کا حتمی فیصلہ بھی یہی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اپنے خیال میں حق پر تھے، البتہ یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی، جس پر وہ ایک اجر کے مستحق ہیں اور ان پر طعن و ملامت جائز نہیں ہے۔ اور نہ اب کسی صحابی پر باغی کا اِطلاق کرنا جائز ہے؛ کیونکہ اب لفظِ باغی بمعنی مُفسِد و مُعانِد و سرکش ہو گیا اور دُشنام سمجھا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ اس قول کے قائلین میں ایک تعداد نے صرف ظاہر احادیث کا اعتبار کرتے ہوئے یہ قول کیا ہے اور کئی ایک نے بر سبیل تسلیم اس روایت کے جواب میں صحابہ کرام کا دفاع کیا ہے۔

5: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 852ھ):

"فإن قيل: كان قتله بصفين وهو مع على والذين قتلوه مع معاوية وكان معه جماعة من الصحابة، فكيف يجوز عليهم الدعاء إلى النار؟ فالجواب: أنهم كانوا ظانين أنهم يدعون إلى الجنة، و هم مجتهدون لا لوم

عليهم في اتباع ظنونهم، فالمراد بالدعاء إلى الجنة الدعاء إلى سببها وهو طاعة الإمام، وكذلك كان عمار يدعوهم إلى طاعة علي وهو الإمام الواجب الطاعة إذ ذاك، وكانوا هم يدعون إلى خلاف ذلك، لكنهم معذورون للتأويل الذي ظهر لهم۔"

اگر کوئی کہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا قتل صفین میں ہوا، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اور قتل کرنے والے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صحابہ کی جماعت تھی، تو ان کے متعلق یہ کہنا کیسے جائز ہو گا کہ وہ اسے آگ کی طرف بلائیں گے؟ جواب یہ ہے کہ وہ انھیں اپنے خیال کے مطابق جنت کی طرف بلا رہے تھے، وہ مجتہد تھے، انھیں اپنے گمان کی اتباع کی وجہ سے ملامت نہیں کی جاسکتی۔ اور جنت کی طرف بلانے سے مراد جنت کے سبب کی طرف بلانا ہے، جو کہ خلیفہ برحق کی اطاعت ہے، اسی طرح سیدنا عمار رضی اللہ عنہ انھیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی طرف بلاتے تھے کیونکہ اس وقت وہی واجب الاطاعت امام و خلیفہ تھے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس کے خلاف کی طرف بلاتے تھے لیکن وہ (اپنے اجتہاد میں) معذور ہیں، اس تاویل کے پیش نظر جو ان کے لیے ظاہر ہوئی تھی۔ (1)

6: امام بدر الدین محمود بن احمد المعروف علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 855ھ):

"والجواب الصحيح في هذا أنهم كانوا مجتهدين ظانين أنهم يدعونه إلى

1... فتح الباری شرح صحیح بخاری، 2/ 367

الجنة، وإن كان فى نفس الأمر خلاف ذلك، فلا لوم عليهم فى اتباع ظنونهم، فإن قلت: المجتهد إذا أصاب فله أجران، وإذا أخطأ فله أجر، فكيف الأمر ههنا، قلت: الذى قلنا جواب إقناعى فلا يليق أن يذكر فى حق الصحابة خلاف ذلك، لأن الله تعالى أثنى عليهم و شهد لهم بالفضل، بقوله: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ [پ4، اٰل عمرٰن:110] قال المفسرون: هم أصحاب محمد صلى الله عليه و سلم۔"

اس بارے میں صحیح جواب یہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مجتہد تھے، وہ اپنے خیال کے مطابق سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو جنت کی طرف بلا رہے تھے، اگرچہ حقیقت میں اس کے خلاف صورت تھی، انھیں اپنے گمان کی اتباع کی وجہ سے ملامت نہیں کی جاسکتی۔ اگر تو کہے کہ جب مجتہد درست بات کو پالے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب خطا کرے تو اس کے لیے ایک اجر ہے، تو یہاں معاملہ کیا ہے؟ میں جواب دوں گا کہ جو بات ہم نے کہی ہے، ایک تسلی بخش جواب ہے، صحابہ کے حق میں اس کے برعکس کوئی بات ذکر کرنا مناسب نہیں ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کے فضل کی گواہی دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "تم امت کے بہترین لوگ ہو، لوگوں (کی رہنمائی) کے لیے منتخب کیے گئے ہو"۔ مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔"[1]

---

1 ... عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، 4/304

7: علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 923ھ):

"﴿يدعوهم﴾ أي يدعو عمار الفئة الباغية وهم أصحاب معاوية رضي الله عنه الذين قتلوه في وقعة صفين ﴿إلى﴾ سبب ﴿الجنة﴾ وهو طاعة علي بن أبي طالب رضي الله عنه الإمام الواجب الطاعة إذ ذاك ﴿ويدعونه إلى سبب ﴿النار﴾ لكنهم معذورون للتأويل الذي ظهر لهم لأنهم كانوا مجتهدين ظانين أنهم يدعونه إلى الجنة وإن كان في نفس الأمر بخلاف ذلك، فلا لوم عليهم في اتباع ظنونهم فإن المجتهد إذا أصاب فله أجران وإذا أخطأ فله أجر۔"

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ باغی جماعت یعنی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی جنہوں نے جنگ صفین میں انھیں قتل کیا، کو جنت کے سبب کی طرف بلاتے تھے اور وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت تھی، کیونکہ اس وقت وہی واجب الاطاعت امام تھے، اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو آگ کے سبب کی طرف بلا رہے تھے، لیکن وہ معذور تھے۔ اس تاویل کے پیش نظر جو ان کے لیے ظاہر ہوئی تھی، کیونکہ وہ مجتہد تھے، اپنے خیال میں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو جنت کی طرف بلا رہے تھے، اگرچہ حقیقت اس کے خلاف تھی، انھیں اپنے گمان کی اتباع کی وجہ سے ملامت نہیں کی جا سکتی، کیونکہ بلاشبہ جب مجتہد درست بات کو پالے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب خطا کرے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔[1]

1...ارشاد الساری شرح صحیح البخاری،2/108

سوال:

ان علماء کی تشریحات کے مطابق کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی، باطل پر کہنا، یا مستحق ملامت کہنا درست ہو سکتا ہے؟

جواب:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا "فئہ باغیہ" ہونا اس معنی میں ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اپنے خیال میں حق پر تھے، انھوں نے خلیفہ برحق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی، یہ ان کی اجتہادی خطا تھی، جس پر وہ مستحق طعن و ملامت نہیں ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے، اور ان کے مقابلے میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اجتہادی خطا پر تھے، لیکن یہ کہنا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی باطل پر تھے، درست نہیں ہے، اور نہ ہی اہل سنت میں سے کسی کا یہ قول ہے۔ چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

8: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1176ھ):

"خلیفہ سے بغاوت کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خلیفہ ضروریات دین کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہو جائے (العیاذ باللہ) (اور اس وجہ سے رعایا خلیفہ سے مقابلہ کرے تو یہ مقابلہ کرنے والے حق پر ہوں گے کیوں کہ) اس صورت میں خلیفہ پر چڑھائی کرنا اور اس سے جنگ کرنا واجب ہے اور یہ

قتال اعلیٰ قسم کا جہاد ہے تاکہ (خلیفہ کے کافر رہنے سے) اسلام پراگندہ اور کفر غالب نہ ہو جائے۔

دوسری صورت (خلیفہ سے بغاوت کرنے کی) یہ ہے کہ (لوگ) بغیر تاویل شرعی کے مال لوٹنے اور لوگوں کو قتل کرنے اور زناکاری کی غرض سے بغاوت کریں اور تلوار کو حکم بنائیں، نہ کہ قانون شرع کو، ان لوگوں کا حکم وہی ہے، جو رہزنوں کا ہے، ان لوگوں کا دفع کرنا اور ان کی جماعت کو منتشر کر دینا واجب ہے۔

تیسری صورت (خلیفہ سے بغاوت کرنے کی) یہ ہے کہ دین قائم کرنے کی غرض سے لوگ بغاوت کریں اور خلیفہ (کی حقیقت) اور اس کے احکام (کے وجوب اطاعت) میں شبہ بیان کریں، پس اگر (باغیوں کی) یہ تاویل قطعی البطلان ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتدوں کی اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کی تاویل (ناقابل اعتبار تھی) اور تاویل کے قطعی البطلان ہونے کے یہ معنی ہیں کہ (یہ تاویل) نص قرآنی یا سنت مشہورہ یا اجماع یا قیاس جلی کے مخالف ہو۔ اور اگر وہ تاویل قطعی البطلان نہ ہو بلکہ مجتہد فیہ ہو تو وہ گروہ باغی تو ضرور ہوگا مگر قرن اول میں ایسے گروہ کا حکم وہی ہے جو مجتہد مخطی کا ہوتا ہے کہ اگر وہ گروہ خطا کرے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔"[1]

1... ازالۃ الخفاء (مترجم)، 1/ 32، 31

9: صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ:

"عرفِ شرع میں بغاوت مطلقاً مقابلۂ امامِ برحق کو کہتے ہیں، عناداً ہو، خواہ اجتہاداً، ان حضرات پر بوجہ رجوع اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا، گروہِ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر حسبِ اصطلاحِ شرع اِطلاق فئہ باغیہ آیا ہے، مگر اب کہ باغی بمعنی مُفسِد و مُعانِد و سرکش ہو گیا اور دُشنام سمجھا جاتا ہے، اب کسی صحابی پر اس کا اِطلاق جائز نہیں۔"[1]

10: ابن تیمیہ (المتوفی 728ھ):

"أما إذا كان الباغي مجتهدا ومتأولا ولم يتبين له أنه باغ، بل اعتقد أنه على الحق وإن كان مخطئا لم تكن تسميته باغيا موجبة لاثمه، فضلا عن أن توجب فسقه۔"

ترجمہ: بہرحال اگر امام برحق کے خلاف خروج کرنے والا مجتہد ہو اور معتبر تأویل کی بنا پر ایسا موقف اختیار کرے کہ اسے حقیقت میں یہ بات واضح نہ ہو کہ وہ باغی ہے، بلکہ وہ یہ سمجھتا ہو کہ وہ حق پر ہے، اگرچہ حقیقت میں وہ غلطی پر ہو، تو اس کو "باغی" کہنا اس کے گناہگار ہونے کا موجب نہیں بنتا، چہ جائیکہ اس کے فاسق ہونے کا سبب بنے۔[2]

تیسرا قول:

یہ قول سب سے سلامتی والا اور عقیدہ و ایمان کی حفاظت کرنے والا ہے،

1... بہار شریعت، 1/262، مکتبۃ المدینہ، کراچی

2... مجموع الفتاوی، 35/76

اور وہ یہ ہے کہ اس روایت کے تعلق سے گفتگو ہی نہ کی جائے؛ کیونکہ اس کا تعلق مشاجراتِ صحابہ سے ہے اور مشاجرات میں زبان بندی کا حکم شرع کو مطلوب ہے۔ لہٰذا خاموشی اختیار کرتے ہوئے اس روایت کو ترک کر دیا جائے، یہ قول امام احمد بن حنبل، ان کے متبعین اور امام ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہم کا ہے۔

11: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 241ھ):

علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ، حدیثِ عمار کے متعلق امام احمد بن حنبل کا موقف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وقال أحمد: «لا أتكلم في هذا، السكوت عنه أسلم»" ترجمہ: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہوں گا، اس پر خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ (سبحان اللہ!) ادب و دین کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس بارے میں سکوت اختیار کیا جائے۔[1]

12: امام ابو داؤد الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 204ھ):

"أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَازِمٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَبَّاسِ الطَّيَالِسِيُّ، أَنَّ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ حَدَّثَهُمْ، أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمَّارٍ: «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ». قَالَ: «لَا أَتَكَلَّمُ فِيهِ». زَادَ الطَّيَالِسِيُّ: «تَرْكُهُ أَسْلَمُ»"

1... فتح الباری لابن رجب، 3/311، دار الحرمین، قاہرہ

ترجمہ: احمد بن محمد بن حازم اور عبد اللہ بن عباس طیالسی نے ہمیں خبر دی کہ اسحاق بن منصور نے انہیں حدیث سناتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے امام ابو عبد اللہ (امام احمد بن حنبل) سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا: "تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔" (یعنی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قتل والی حدیث کے متعلق)۔۔۔

تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا: "میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرتا۔" طیالسی نے اس میں یہ اضافہ کیا: "اس کا ترک کرنا (یعنی اس بارے میں گفتگو سے اجتناب کرنا) زیادہ محفوظ ہے۔"[1]

سوال:

کیا اس کا کوئی ثبوت ہے کہ جنگ صفین میں خوارج کا بھی کوئی گروہ موجود تھا؟

جواب:

جی ہاں! غیب دان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں اس تیسرے گروہ کی طرف اشارہ فرما دیا تھا، جیسا کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِ۔" وفی روایةٍ: "أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْحَقِّ۔" وفی روایةٍ اخریٰ: "تَقْتُلُهَا أَوْلَى

1۔۔۔ کتاب السنۃ، 2/462، رقم الحدیث: 720

الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ۔ "[1]

یہ دو جماعتیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعتیں تھیں اور نکلنے والا گروہ خوارج کا تھا، ان کے قتل کا کام سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے کیا۔ چنانچہ ابن تیمیہ (المتوفی 728ھ) لکھتا ہے: " فهذا الحديث الصحيح دليل على أن كلا الطائفتين المقتتلتين على وأصحابه و معاوية وأصحابه على حق وأن عليا وأصحابه كانوا أقرب إلى الحق من معاوية وأصحابه۔ "

تو یہ صحیح حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں لڑنے والی جماعتیں، یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی دونوں حق پر تھے، جب کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی بہ نسبت حق کے زیادہ قریب تھے۔[2]

سوال:

آپ نے حدیثِ عمار کی سند کو ضعیف اور متن کو مضطرب ثابت کیا، حالانکہ ابن حجر عسقلانی تو کہہ رہے ہیں: "وَغَالِبُ طُرُقِهَا صَحِيحَةٌ أَوْ حَسَنَةٌ وَفِيهِ عَنْ جَمَاعَةٍ آخَرِينَ يَطُولُ عَدُّهُمْ۔ "یعنی اس حدیث کی اکثر اسناد صحیح یا

1... صحیح مسلم، باب ذکر الخوارج، رقم الحدیث:150، مسند أحمد، رقم الحدیث:11196

2... تطهیر الجنان واللسان لابن حجر، ص56، 57

حسن درجے کی ہیں، اور یہ (بات) بہت سے دوسرے رواۃ سے بھی مروی ہے جن کا شمار کرنا طویل ہو جاتا ہے۔

جواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نے اپنی جانب سے حدیث عمار کی سند پر کوئی کلام نہیں کیا بلکہ علمائے متقدمین و متاخرین کی آراء پیش کیں، اور جتنی بھی جروح پیش کیں وہ سب جرح مفسر تھیں، ان تمام جروحات کے سامنے علامہ عسقلانی کے قول کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ یہ اہلِ علم پر مخفی نہیں ہے۔ تسلی خاطر کے لیے چند اقوال مزید ملاحظہ فرمائیں:

1: "أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَيَّةَ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ: سَمِعْتُ فِي حَلْقَةِ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنَ مَعِينٍ وَأَبَا خَيْثَمَةَ وَالْمُعَيْطِيَّ ذَكَرُوا: «يَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» فَقَالُوا: مَا فِيهِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔ "

ترجمہ: اسماعیل بن الفضل نے مجھے خبر دی، کہتے ہیں: میں نے ابو امیہ محمد بن ابراہیم کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے ایک حلقۂ درس میں امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، ابو خیثمہ اور معیطی کو یہ گفتگو کرتے ہوئے سنا، انہوں نے حدیث «يقتل عماراً الفئة الباغية» (عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا) کا ذکر کیا، تو انہوں نے بیک زبان کہا: اس بارے میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں۔[1]

1... السنة للخلال، 2/463، دار الراية، رياض، رقم الحديث: 721

2: "سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: رُوِيَ فِي: «تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» ثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُونَ حَدِيثًا، لَيْسَ فِيهَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔"

ترجمہ: محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو فرماتے ہوئے سنا: ”عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا“ اس بارے میں اٹھائیس احادیث بیان کی گئی ہیں، مگر ان میں سے کوئی ایک بھی حدیث صحیح نہیں۔ (1)

ابن حجر تو فرمارہے ہیں کہ اکثر طرق صحیح یا حسن ہیں لیکن امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین جیسے نابغہ روزگار ائمہ نقاد، ابو خیثمہ و معیطی جیسے محدثین کہیں فرمارہے ہیں کہ "اس بارے میں کوئی صحیح حدیث مروی نہیں"۔ کہیں فرمارہے ہیں: "اس بارے میں اٹھائیس حدیثیں مروی ہیں لیکن ان میں ایک بھی صحیح نہیں۔" ہر ذی شعور و منصف مزاج شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ علامہ ابن حجر کا قول علمی میدان میں کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ باقی مشتے از نمونہ خروارے ہم نے کچھ طرق کی اسنادی حیثیت بڑی شرح و بسط کے ساتھ اوپر بیان کر دی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ممکن ہے کہ علامہ ابن حجر کا قول سند سے متعلق ہو یعنی سند کے اعتبار سے اس روایت کے اکثر طرق کو صحیح یا حسن قرار دیا ہو،

1... السنۃ لابی بکر بن الخلال، 2/463، رقم الحدیث: 722، دار الرایۃ، ریاض

متن و درایت کے حوالے سے ان کا کلام نہ ہو۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ یہ روایت نہ صرف سند کے اعتبار سے مجروح ہے بلکہ اس کے متن میں بھی شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔اور درایت بھی اس کی موافقت نہیں کرتی، جیسا کہ اوپر ہم علامہ محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تفصیلاً بیان کر آئے ہیں۔

متن کا اضطراب:

حدیث عمار کے متن میں بھی شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ بخاری کی روایت میں "مسجد کی تعمیر" کا ذکر ہے جبکہ مسند ابی داود میں "خندق کی کھدائی" کا ذکر ہے۔ بخاری کی روایت اوپر گزر چکی، مسند ابی داود کی روایت ملاحظہ فرمائیں:

"عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَفَرَ الْخَنْدَقَ، وَكَانَ النَّاسُ يَحْمِلُونَ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَعَمَّارٌ نَاقِهٌ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ، فَجَعَلَ يَحْمِلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَحَدَّثَنِي أَصْحَابِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْ رَأْسِهِ وَيَقُولُ: «وَيْحَكَ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ، تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ»۔ "

ترجمہ: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خندق کھودی، اس وقت لوگ ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے، اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیماری کی وجہ سے کمزور تھے، لیکن وہ دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ساتھیوں نے مجھے خبر دی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے سر سے مٹی جھاڑتے جاتے تھے اور فرماتے تھے: "افسوس ہو تم پر اے سمیہ کے بیٹے! تمہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔"(1)

اسی طرح بعض روایات میں باغی کا ذکر ہے، بعض میں خوارج کی تصریح ہے، بعض میں قاتل کا نام مذکور ہے، بعض میں قاتل کی تصریح نہیں، پھر جن روایات میں قاتل کا نام مذکور ہے، ان میں بھی کثیر اختلاف ہے، جو اس روایت کے متن کے شدید اضطراب پر دلالت کرتا ہے۔ اور اصول حدیث کے مطابق مضطرب روایت مردود نا قابل حجت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر محمود الطحان "مضطرب" کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "

المضطرب: هو الحديث الذي يروى على أشكال متعارضة متدافعة، بحيث لا يمكن التوفيق بينها أبدا، وتكون جميع تلك الروايات متساوية في القوة من جميع الوجوه، بحيث لا يمكن ترجيح إحداها على الأخرى بوجه من وجوه الترجيح۔ "

ترجمہ: مضطرب وہ حدیث ہوتی ہے جو متعارض اور ایک دوسرے کی مخالف صورتوں میں روایت کی گئی ہو، اس طرح کہ ان مختلف روایتوں میں کسی بھی طرح تطبیق اور ہم آہنگی ممکن نہ ہو، اور وہ تمام روایتیں قوت وسند کے اعتبار سے یکساں ہوں، یہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح

1... مسند أبي داود طيالسی، 1/517، رقم الحديث:637

دینا کسی بھی پہلو سے ممکن نہ ہو۔[1]

امام ابن صلاح شہر زوری (المتوفی 643ھ) حدیث مضطرب کی اقسام اور حکم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "ثم قد يقع الاضطراب في متن الحديث، وقد يقع في الإسناد، وقد يقع ذلك من راو واحد، وقد يقع بين رواة له جماعة والاضطراب موجب ضعف الحديث، لإشعاره بأنه لم يضبط، والله أعلم۔"

پھر اضطراب کبھی حدیث کے متن میں واقع ہوتا ہے، اور کبھی سند میں، اور کبھی یہ اضطراب کسی ایک ہی راوی کی طرف سے ہوتا ہے، اور کبھی متعدد راویوں کے درمیان پایا جاتا ہے۔ اور اضطراب حدیث کے ضعیف ہونے کا باعث بنتا ہے، کیونکہ اس سے راوی کی عدمِ ضبط کا اشارہ ملتا ہے۔ واللہ اعلم۔[2]

13: امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 458ھ):

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وَقَالَ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ أَهْلُ الشَّامِ سِتِّينَ أَلْفًا، فَقُتِلَ مِنْهُمْ عِشْرُونَ أَلْفًا، وَكَانَ أَهْلُ الْعِرَاقِ مِائَةً وَعِشْرِينَ أَلْفًا، فَقُتِلَ مِنْهُمْ أَرْبَعُونَ أَلْفًا."

صفوان بن عمرو نے بیان کیا ہے کہ اہل شام کا لشکر ساٹھ ہزار تھا، ان میں سے بیس ہزار قتل کیے گئے اور اہل عراق کا لشکر ایک لاکھ بیس ہزار تھا، ان

1... تیسیر مصطلح الحدیث، ص82، مکتبۃ المدینہ، کراچی

2... مقدمہ ابن صلاح، ص124، دار الحدیث، قاہرہ

میں سے چالیس ہزار شہید کیے گئے۔(1)

امام بیہقی نے اس واقعہ کو "صحیح بخاری" اور "صحیح مسلم" کی اس حدیث پر منطبق کیا ہے: "حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ، يَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ۔الحدیث۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دو عظیم جماعتیں باہم عظیم جنگ نہیں کریں گی، حالانکہ ان دونوں جماعتوں کا دین واحد ہوگا۔(2) الحدیث

"جَاءَ فِي إِخْبَارِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاقْتِتَالِ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ يُرِيدُ۔ وَاللهُ أَعْلَمُ۔ دَعْوَى الْإِسْلَامِ، فَكَانَ كَمَا أَخْبَرَفِي حَرْبِ صِفِّينَ۔"

امام بیہقی نے کہا ہے کہ بحکم حدیث دو عظیم جماعتوں کے مابین ایک بڑی جنگ ہوگی، وہ دونوں جماعتیں اسلام کی علمبردار ہوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی جنگ صفین پر منطبق ہوتی ہے۔(3)

1... دلائل النبوۃ، 6/419، دار الکتب العلمیہ، بیروت
2... صحیح البخاری، رقم الحدیث: 7121
3... دلائل النبوۃ، 6/418، دار الکتب العلمیہ

14: حافظ ابن کثیر دمشقی (المتوفی 744ھ):

حافظ ابن کثیر روایت نقل کرتے ہیں: "وَقَالَ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَفْتَرِقُ أُمَّتِي فِرْقَتَيْنِ، فَتَمْرُقُ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ، فَيَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ»"

امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے دو گروہ ہوں گے، ایک گروہ ان دونوں سے خارج ہو جائے گا (یعنی خوارج) اور دونوں گروہوں میں سے جو گروہ حق کے زیادہ قریب ہو گا، وہ ان خوارج کو قتل کرے گا۔ (1)

حافظ ابن کثیر مذکورہ بالا روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "فَهَذَا الْحَدِيثُ مِنْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ; لِأَنَّهُ قَدْ وَقَعَ الْأَمْرُ طِبْقَ مَا أَخْبَرَ الرَّسُولُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِيهِ الْحُكْمُ بِإِسْلَامِ الطَّائِفَتَيْنِ ; أَهْلِ الشَّامِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ، لَا كَمَا يَزْعُمُهُ فِرْقَةُ الرَّافِضَةِ، أَهْلُ الْجَهْلِ وَالْجَوْرِ، مِنْ تَكْفِيرِهِمْ أَهْلَ الشَّامِ. وَفِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ عَلِيٍّ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ، وَهَذَا هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، أَنَّ عَلِيًّا هُوَ الْمُصِيبُ وَإِنْ كَانَ مُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدًا فِي قِتَالِهِ لَهُ وَقَدْ أَخْطَأَ، وَهُوَ مَأْجُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ، وَلَكِنْ عَلِيًّا هُوَ الْإِمَامُ الْمُصِيبُ إِنْ شَاءَ اللهُ

1… مسند احمد، رقم الحدیث: 11196

تَعَالَى، فَلَهُ أَجْرَانِ كَمَا ثَبَتَ فِي "صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ"، مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ» "

یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے، کیونکہ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے اسی طرح واقع ہوا اور اس حدیث میں آپ نے اہل شام اور اہل عراق کے دونوں گروہوں کے اوپر اسلام کا حکم لگایا ہے۔ اس طرح نہیں جس طرح رافضی فرقہ کا زعم باطل ہے اور وہ اہل شام کو کافر قرار دیتے ہیں اور اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب حق کے زیادہ قریب تھے اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور حضرت معاویہ مجتہد تھے اور ان کو اجتہاد میں خطا لاحق ہوئی اور ان کو بھی ان شاء اللہ اجر ملے گا اور حضرت علی امام بر حق ہیں اور ان کو دو اجر ملیں گے، جیسا کہ حدیث میں ہے: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب حاکم اجتہاد کرے اور اس کی رائے درست ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جب اس کے اجتہاد میں خطا ہو تو اس کو ایک اجر ملتا ہے۔[1]

15: امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 110ھ):

"قلت یا أبا سعید إن ناسا یشھدون علی معاویة و ذویه أنھم فی النار

1... صحیح البخاری، رقم الحدیث: 7253، دار طوق النجاۃ، البدایہ والنھایہ، 10/563، دار ھجر

فقال لعنهم الله وما يدريهم أنهم في النار ۔۔۔ عن أبي الأشهب قال قيل للحسن يا أبا سعيد إن ها هنا قوما يشتمون أو يلعنون معاوية وابن الزبير، فقال: على أولئك الذين يلعنون لعنة الله ۔"

راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری سے عرض کی: اے ابو سعید! کچھ لوگ حضرت امیر معاویہ اور ان کے گھر والوں کے بارے میں گواہی دیتے ہیں کہ وہ جہنم میں ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ ان پر لعنت کرے، انہیں کیا خبر کہ وہ کہنے والے خود جہنمی ہیں! ۔۔۔ ابو اشہب کی روایت کے مطابق حسن بصری سے عرض کی گئی: اے ابو سعید! یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو معاویہ اور ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتے یا ان پر لعنت کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو ان لوگوں پر جو (ان برگزیدہ ہستیوں پر) لعنت کرتے ہیں۔[1]

16: علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 974ھ):

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 974ھ) حدیث عمار کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام پر تبرا کرنے والوں کا استدلال اور اس کا رد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قوله صلى الله عليه وآله وسلم في عمار: إنَّه يدعوهم إلى الجنة، وهم يدعونه إلى النار وبالضرورة أن الذين دعاهم عمار إلى ذلك، هم فئة معاوية، فحكمه بأنهم يدعونه إلى النار؛ صريح في أنهم على الضلال؟

وجوابه: أن ذلك إنما يتم لو صح الحديث ولم يمكن تأويله، أما إذا

1... تاریخ دمشق لابن عساکر، 59/ 206، دار الفکر، بیروت

لم يصح فلا يستدل به، والأمر كذلك؛ فإنَّ في سنده ضعيفاً يسقط الاستدلال به، وتوثيق ابن حِبَّانَ لا يُقاوم تضعيف من عداه له، لا سيما وهو۔ أعني: ابن حبان۔ معروف عندهم بالتساهل في التوثيق.

سلمنا صحته فالداعون له إلى النار، وهو القتال مع معاوية، يُحمل على أخلاط من فئة مع معاوية، وليسوا مجتهدين؛ فقولهم له اترك عليا وقاتل مع معاوية، غير جائزلهم فهو نار؛ لأنه يجر إليها؛ فتأمل۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان: "بیشک عمار انہیں جنت کی طرف بلا رہا ہے، اور وہ اسے آگ کی طرف بلا رہے ہیں۔" اور ظاہر ہے کہ جن لوگوں کو عمار رضی اللہ عنہ جنت کی طرف بلا رہے تھے وہ معاویہ کی جماعت تھی، تو اس کے حکم سے کہ وہ عمار کو آگ کی طرف بلاتے ہیں، بظاہر یہ لازم آتا ہے کہ وہ گمراہی پر تھے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تلازم اس وقت صحیح ہوتا جب یہ حدیث ثابت ہوتی اور اس میں کوئی تاویل ممکن نہ ہوتی، لیکن جب حدیث صحیح ثابت نہ ہو تو اس سے استدلال درست نہیں ہوتا، اور یہاں معاملہ ایسا ہی ہے؛ کیونکہ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے، جس کی وجہ سے اس کو دلیل نہیں بنا سکتے۔ ابنِ حبان کی جانب سے اس کی توثیق، باقی آئمہ کی تضعیف کا مقابلہ نہیں کر سکتی، خاص طور پر جب کہ محدثین کے نزدیک مشہور ہے کہ ابنِ حبان توثیق میں نرمی برتتے ہیں۔

اور اگر مان بھی لیا جائے کہ حدیث صحیح ہے، تب بھی "اسے آگ کی طرف بلانے" سے مراد وہ لوگ ہوں گے جو معاویہ کے لشکر میں شامل مختلف قسم کے افراد (خارجی) تھے، جو مجتہد نہ تھے۔ چنانچہ ان کا یہ کہنا کہ "علی کو چھوڑ دو اور معاویہ کے ساتھ لڑو" ان کے لیے جائز نہ تھا، اس لیے یہ بات ان کے حق میں "نار" ہے، کیونکہ وہ بات ان کو اس نار کی طرف کھینچ رہی تھی۔ پس غور کرو۔[1]

سید عرفان شاہ مشہدی:

دورِ حاضر کے ایک خطیب جن کا آج کل خیمہ تفضیلیہ میں بڑا چرچا ہے، ان کی رائے بھی پڑھتے جائیں، چنانچہ سید عرفان شاہ مشہدی لکھتے ہیں: "صحیح بخاری کتاب الصلح کی حدیث پاک سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کو فئہ باغیہ کا نہیں فئہ مسلمہ عظیمہ کا خطاب عطا فرمایا ہے، اگر خناس (تفضیلی مولوی) صاحب کو فئہ باغیہ کے مصداق نا معلوم ہوں تو علامہ محب الدین الخطیب کی تحقیق پڑھ لیں۔ وہ فرماتے ہیں: "میری ذاتی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں جو مسلمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد مارے گئے ان کے قتل کے ذمے دار قاتلین عثمان ہیں، اس لئے کہ انہوں نے فتنہ کے دروازہ کو کھولا اور اگر حضرت عثمان کے قتل کا سانحہ پیش نہ آتا تو جنگ جمل و صفین وقوع پذیر ہی نہ ہوتیں۔"[2]

1... تطہیر الجنان واللسان، ص119، دار اللباب، ترکیا

2...شان امیر معاویہ، ص110، 111

حضرت امیر معاویہ اور آپ کے رفقاء کے بارے میں ائمہ کے اقوال

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے:

"أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ، قَالَ: لَمَّا رَجَعَ عَلِيٌّ مِنْ صِفِّينَ عَلِمَ أَنَّهُ لَا يَمْلِكُ أَبَدًا، فَتَكَلَّمَ بِأَشْيَاءَ كَانَ لَا يَتَكَلَّمُ بِهَا، وَحَدَّثَ بِأَحَادِيثَ كَانَ لَا يَتَحَدَّثُ بِهَا، فَقَالَ فِيمَا يَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ، لَا تَكْرَهُوا إِمَارَةَ مُعَاوِيَةَ، وَاللهِ لَوْ قَدْ فَقَدْتُمُوهُ لَقَدْ رَأَيْتُمُ الرُّءُوسَ تَنْدُرُ مِنْ كَوَاهِلِهَا كَالْحَنْظَلِ۔"

حارث بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے واپس آئے تو آپ نے ایسی باتیں فرمائیں جو اس سے پہلے نہیں فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! حضرت معاویہ کی امارت کو ناپسند مت کرو، اللہ کی قسم! اگر تم نے ان کو گم کر دیا تو تمہارے کندھوں سے سر حنظل کے پھل کی طرح گرنے لگیں گے۔[1]

" أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ، شَهِدَ صِفِّينَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا خَرَجَ فِي بَعْضِ تِلْكَ اللَّيَالِي، فَنَظَرَ إِلَى أَهْلِ الشَّامِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُمْ، فَأَتَى عَمَّارٌ فَذُكِرَ ذَلِكَ لَهُ۔"

1... مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:37854، مکتبہ الرشد، ریاض

ترجمہ: عبد اللہ بن عروہ نے کہا: مجھے اس شخص نے خبر دی جو جنگ صفین میں حاضر تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی رات باہر نکلے، آپ نے اہل شام کی طرف دیکھ کر یہ دعا کی: اے اللہ! میری مغفرت فرما اور ان کی مغفرت فرما، پھر حضرت عمار لائے گئے تو آپ نے ان کے لیے بھی یہی دعا کی۔[1]

"عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ الْمَوْصِلِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، قَالَ: سَأَلَ عَلِيٌّ عَنْ قَتْلَى، يَوْمِ صِفِّينَ ، فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ ، وَيَصِيرُ الْأَمْرُ إِلَيَّ وَإِلَى مُعَاوِيَةَ۔"

یزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ہمارے مقتول اور ان کے مقتول جنت میں ہیں اور یہ معاملہ میرے اور معاویہ کی طرف سونپ دیا جائے گا۔[2]

"حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: نا صَالِحُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: نا مُعَاوِيَةُ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدَ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ بِصِفِّينَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذَّنَّا وَأَذَّنُوا، وَأَقَمْنَا فَأَقَامُوا، فَصَلَّيْنَا وَصَلَّوْا، فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا الْقَتْلَى بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، فَقُلْتُ لِعَلِيٍّ حِينَ انْصَرَفَ مَا تَقُولُ فِي قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ؟ فَقَالَ: «مَنْ قُتِلَ مِنَّا وَمِنْهُمْ يُرِيدُ وَجْهَ اللهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ دَخَلَ الْجَنَّةَ»۔"

نعیم بن ابی ہند اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں، میں صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا تو نماز کا وقت آ گیا تو ہم نے بھی اذان دی اور اہل

1... مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 37865، مکتبہ رشد، ریاض
2... مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: 37880، مکتبہ الرشد، ریاض

شام نے بھی اذان دی، ہم نے بھی اقامت کہی اور انہوں نے بھی اقامت کہی، پھر ہم نے نماز پڑھی اور انہوں نے بھی نماز پڑھی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو ہمارے درمیان بھی مقتولین تھے اور ان کے درمیان بھی مقتولین تھے۔ جب حضرت علی نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے ان سے پوچھا: آپ ہمارے مقتولین اور ان کے مقتولین کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو ہم میں سے اور ان میں سے اللہ کی رضا اور آخرت کے لیے لڑتا ہوا قتل کیا گیا وہ جنت میں ہے۔[1]

حافظ ابو القاسم علی بن الحسن ابن عساکر (المتوفی 571 ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: "عن عائشة وأسماء ابنتي أبي بكر عن أبي بكر قال رأيت رسول الله ﷺ صلى الله عليه وسلم ﷺ بين الركن والمقام رافعا يديه إلى السماء حتى رأيته بياض إبطيه وهو يقول اللهم حرم بدن معاوية على النار اللهم حرم النار على معاوية۔ "

حضرت عائشہ اور حضرت اسماء، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ہاتھ بلند کر کے دعا کر رہے تھے: اے اللہ! معاویہ کے بدن کو دوزخ کی آگ پر حرام کر دے، اے اللہ! دوزخ کی آگ کو معاویہ پر حرام کر دے۔[2]

1... سنن سعید بن منصور، 2/397، رقم الحدیث: 2968، دار السلفیہ، ہند

2... تاریخ دمشق، 59/94، دار الفکر، بیروت

" عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ﴿صلى الله عليه وسلم﴾ يطلع عليكم من هذا الباب رجل من أهل الجنة فطلع معاوية فلما كان من الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية فلما كان بعد الغد قال مثل ذلك فطلع معاوية قال رجل هو هذا قال نعم هو هذا ثم قال رسول الله ﴿صلى الله عليه وسلم﴾ يا معاوية أنت مني وأنا منك لتزاحمني على باب الجنة كهاتين۔ "

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابھی اس دروازے سے تمہارے سامنے ایک ایسا شخص داخل ہو گا جو اہلِ جنت میں سے ہے، تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ دوسرے دن بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی فرمایا، پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہی تشریف لائے۔ تیسرے دن بھی اسی طرح فرمایا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہی داخل ہوئے۔ ایک شخص نے پوچھا: کیا یہی ہیں؟ فرمایا: ہاں، یہی ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے معاویہ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، تم جنت کے دروازے پر یوں میرے ساتھ پہلو بہ پہلو کھڑے ہو گے جیسے یہ دو انگلیاں۔ (1)

" قال لا يقاس بأصحاب رسول الله ﴿صلى الله عليه وسلم﴾ أحدا ، معاوية صاحبه وصهره وكاتبه وأمينه على وحي الله عزوجل وقد قال

1 ... تاریخ دمشق، 59/ 98، دار الفکر، بیروت

رسول الله ﴿صلى الله عليه وسلم﴾ دعوا لي أصحابي وأصهاري فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين۔"

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اصحاب رسول پر کسی شخص کو قیاس نہ کیا جائے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور برادر نسبتی ہیں اور وحی کے کاتب اور اس پر امین ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: میرے لیے میرے اصحاب اور میرے سسرال والوں کو چھوڑ دو (ان کو برا نہ کہو) پس جس نے ان کو برا کہا، اس پر اللہ کی لعنت ہو اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔[1]

"عن عروة عن رويم قال جاء أعرابي إلى النبي ﴿صلى الله عليه وسلم﴾ فقال يا رسول الله صارعني فقام إليه معاوية فقال يا أعرابي أنا أصارعك فقال النبي ﴿صلى الله عليه وسلم﴾: لن يغلب معاوية أبدا فصرع الأعرابي قال فلما كان يوم صفين قال علي لو ذكرت هذا الحديث ما قاتلت معاوية۔"

حضرت رویم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! مجھ سے کشتی لڑیئے، حضرت معاویہ نے کھڑے ہو کر کہا: میں تم سے کشتی لڑوں گا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معاویہ ہرگز کبھی مغلوب نہیں ہو گا، پھر حضرت معاویہ نے اس اعرابی کو

1... تاریخ دمشق، 59/ 208، دار الفکر، بیروت

پچھاڑ دیا، جنگ صفین کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر مجھ سے اس حدیث کا پہلے ذکر کیا جاتا تو میں معاویہ سے جنگ نہ کرتا۔[1]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں حضرت معاویہ کے لیے جو دعا فرمائی، اُسی کا اثر تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسد اللہ الغالب ہونے کے باوجود حضرت معاویہ کو مغلوب نہ کر سکے۔

اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت معاویہ کی جماعت صراحۃً باغی ہوتی تو وہ ان سے جنگ موقوف نہ کرتے اور کبھی تحکیم کو قبول نہ کرتے۔

حافظ اسماعیل بن عمرو بن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ روایت کرتے ہیں:

وَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ السَّرِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ اللَّيْلِ قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ لَمَّا قَدِمَ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ: يَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِينَ. قَالَ: لَا تَقُلْ ذٰلِكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتَّى يَمْلِكَ مُعَاوِيَةُ. فَعَلِمْتُ أَنَّ أَمْرَ اللهِ وَاقِعٌ، فَكَرِهْتُ أَنْ تُهْرَاقَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ دِمَاءُ الْمُسْلِمِينَ.

سفیان بن اللیل بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کوفہ سے مدینہ آئے تو میں نے ان سے کہا: اے مومنین کو ذلیل کرنے والے! حضرت حسن نے فرمایا: اس طرح مت کہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: دن اور رات کا سلسلہ اسی طرح

1... تاریخ دمشق، 59/87

چلتا رہے گا حتیٰ کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حکمران بن جائیں گے، پس میں نے جان لیا کہ اللہ کا حکم نافذ ہونے والا ہے، پس میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ میرے اور ان کے درمیان مسلمانوں کا خون بہایا جائے۔[1]

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ:

"وعن عمر بن عبد العزیز قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و أبوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جالسان عندہ فسلمت وجلست فبینما أنا جالس إذ أتی بعلی ومعاویۃ فأدخلا بیتا وأجیف علیہما الباب وأنا أنظر فما کان بأسرع من أن خرج علی رضی اللہ عنہ وھو یقول قضی لی ورب الکعبۃ وما کان بأسرع من أن خرج معاویۃ علی أثرہ وھو یقول غفر لی ورب الکعبۃ۔"

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، اور آپ کے پاس سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ ابھی میں بیٹھا ہی تھا کہ سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کو لایا گیا، پھر دونوں کو ایک گھر میں داخل کیا گیا اور ان پر دروازہ بند کر دیا گیا، اور میں یہ سب دیکھ رہا تھا۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ دروازے سے باہر تشریف لائے اور فرما رہے تھے: ربِ کعبہ کی قسم! میرے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ پھر زیادہ دیر نہ ہوئی کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے باہر آئے اور کہہ رہے تھے:

1… البدایہ والنہایہ، 11/430، دار ھجر

ربِ کعبہ کی قسم! مجھے بخش دیا گیا۔[1]

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

"عَن أبي ميسرة عَمْرو بن شُرَحْبِيل قَالَ رَأَيْت كَأَنِّي أدخلت الْجنَّة فَإِذا قباب مَضْرُوبَة قلت لمن هَذِه قَالُوا لذِي الكلاع وحوشب وَكَانَا مِمَّن قتل مَعَ مُعَاوِيَة قلت فَأَيْنَ عمار وَأَصْحَابه قَالُوا أمامك قلت وَقد قتل بَعضهم بَعْضًا قيل إِنَّهُم لقوا الله فوجدوه وَاسع الْمَغْفِرَة قلت فَمَا فعل أهل النَّهر يَعْنِي الْخَوَارِج قَالَ لقوا برحا۔"

ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل کہتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے جنت میں داخل کیا گیا، تو وہاں خیمے نصب تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کن کے لیے ہیں؟ کہا گیا: ذی الکلاع اور حوشب کے لیے، اور یہ دونوں ان لوگوں میں سے تھے جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ (جنگِ صفین میں) قتل ہوئے تھے۔ میں نے کہا: پھر سیدنا عمار اور ان کے ساتھی کہاں ہیں؟ کہا گیا: وہ تمہارے آگے ہیں۔ میں نے کہا: حالانکہ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کیا تھا؟ جواب دیا گیا: انہوں نے اللہ سے ملاقات کی تو اسے بہت وسیع مغفرت والا پایا۔ پھر میں نے پوچھا: اہلِ نہروان، یعنی خوارج، کا کیا حال ہوا؟ کہا گیا: وہ سخت عذاب سے دوچار ہوئے۔[2]

1... احیاء علوم الدین، 4/507

2... شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، ص 270

حرفِ آخر:

آخر میں تفضیلیہ و روافض کی تسلی خاطر کے لیے چند سوال کرنے کی جسارت کروں گا کہ جس طرح تم لوگ "حدیث عمار" جیسی مضطرب اور سنداً و متناً ضعیف روایت کو بنیاد بنا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی صحابہ کرام کی شان میں تبرے بکتے ہو، اگر ناصبی و خارجی درج ذیل روایات کی روشنی میں اہلِ بیت پر تبرا کرنا شروع ہو گئے تو کس طرح ان ذواتِ قدسیہ کا دفاع کرو گے؟

یاد رہے ان پیش کردہ تمام روایات کا تعلق مشاجرات سے ہے جن پر سکوت اختیار کرنا اہل سنت کا شعار و عقیدہ ہے، ان روایات کو پیش کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ جس طرح روافض چند روایات کی بنیاد پر صحابہ کرام پر اعتراض کرتے ہیں، ہم ان روایات کو بنیاد بنا کر اہل بیت پر طعن شروع کر دیں، العیاذ باللہ۔۔۔نہ نہ نہ، ان روایات کو ذکر کرنے کا مقصد فقط روافض اور تفضیلیہ کو آئینہ دکھانا مقصود ہے کہ صحابہ کرام کے بارے میں جو معیار و پیمانہ تم لوگوں نے مقرر کر رکھا ہے، اگر وہی اہل بیت کے بارے میں بنا لیا گیا تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

1: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے، نیز حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا مال غصب کیا اور واپس مانگے جانے پر غصب کیا گیا مال، بیت المال سے واپس کر دیا۔

امام حاکم روایت بیان کرتے ہیں: "حَدَّثَنِي رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ، قَالَ: إِنِّي لَعِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَالِسٌ، إِذْ جَاءَ ابْنٌ لِطَلْحَةَ فَسَلَّمَ عَلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَرَحَّبَ بِهِ فَقَالَ: تُرَحِّبُ بِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَقَدْ قَتَلْتَ أَبِي، وَأَخَذْتَ مَالِي؟ قَالَ: "أَمَّا مَالُكَ فَهُوَ ذَا مَعْزُولٌ فِي بَيْتِ الْمَالِ، فَاغْدُ إِلَى مَالِكَ فَخُذْهُ، وَأَمَّا قَوْلُكَ قَتَلْتَ أَبِي، فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَأَبُوكَ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ} [پ14، الحجر:47] "(1)

2: درج ذیل روایت کے مطابق حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے تلوار کے زور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت لی گئی، نیز حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کو گمراہی کی بیعت کہا۔۔

"أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ، أَنَّ رَبِيعَةَ، كَلَّمَتْ طَلْحَةَ فِي مَسْجِدِ بَنِي مَسْلَمَةَ فَقَالُوا: كُنَّا فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ حَتَّى جَاءَتْنَا بَيْعَتُكَ هَذَا الرَّجُلَ، ثُمَّ أَنْتَ الْآنَ تُقَاتِلُهُ أَوْ كَمَا قَالُوا، قَالَ: فَقَالَ: إِنِّي أُدْخِلْتُ الْحُشَّ وَوُضِعَ عَلَى عُنُقِي اللُّجُّ، وَقِيلَ: بَايِعْ وَإِلَّا قَاتَلْنَاكَ، قَالَ: فَبَايَعْتُ وَعَرَفْتُ أَنَّهَا بَيْعَةُ ضَلَالَةٍ، قَالَ التَّيْمِيُّ: وَقَالَ الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: إِنَّ مُنَافِقًا مِنْ مُنَافِقِي أَهْلِ الْعِرَاقِ جَبَلَةَ بْنُ حَكِيمٍ

1...المستدرک علی الصحیحین، 2/385

قَالَ لِلزُّبَيْرِ: فَإِنَّكَ قَدْ بَايَعْتَ؟ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: إِنَّ السَّيْفَ وُضِعَ عَلَى قَفَايَ فَقِيلَ لِي: بَايِعْ وَإِلَّا قَتَلْنَاكَ قَالَ: فَبَايَعْتُ۔ "(1)

اگر یہی زبردستی کی بیعت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لی ہوتی تو اب تک رافضیوں نے آسمان سر پر اٹھالینا تھا۔

3: جنگ صفین میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہنے لگے کہ " اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا تو میں ہر گز نہ نکلتا۔ "

" مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَسَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُهَلَّبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ، سَمِعَ عَلِيًّا، يَوْمَ صِفِّينَ وَهُوَ عَاضٌّ عَلَى شَفَتِهِ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ الْأَمْرَ يَكُونُ هَكَذَا مَا خَرَجْتُ ، اذْهَبْ يَا أَبَا مُوسَى فَاحْكُمْ وَلَوْ خَزَّ عُنُقِي. "(2)

4: جنگ جمل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاتلین عثمان سے متعلق اپنا رویہ بدل لیا تھا اور وہ سب لوگ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف شورش برپا کرنے اور انہیں شہید کرنے کے ذمہ دار تھے وہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں تقرب حاصل کرتے چلے گئے۔(3)

1... مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:37775، مکتبہ رشد، ریاض

2... مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:37852

3... خلافت وملوکیت از مودودی، ص146، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور

5: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین "مالک اشتر نخعی اور محمد بن ابی بکر" کو گورنری کے عہدے دیے۔[1]

6: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ذاتی رائے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف نکلے تھے انکے پاس رسول اللہ کا کوئی فرمان موجود نہیں تھا۔(یعنی کہ ذاتی رائے سے جنگ لڑی گئی جس کے نتیجے میں ساٹھ ہزار لوگ مارے گئے)

"حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهُذَلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ مَسِيرِكَ هَذَا أَعَهْدٌ عَهِدَهُ إِلَيْكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ رَأْيٌ رَأَيْتَهُ فَقَالَ: «مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ وَلَكِنَّهُ رَأْيٌ رَأَيْتُهُ»"[2]

7: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا پر "سب" کیا۔(جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چچا باپ کی مثل ہوتا ہے) یونہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر "سَبّ" کیا۔(جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جس نے علی پر "سَبّ" کیا اس نے مجھ پر "سَبّ" کیا۔

"فقال: هل لك في علي، وعباس، فأذن لهما، قال العباس: يا أمير المؤمنين، اقض بيني وبين الظالم استبا۔۔۔"[3]

1... خلافت وملوکیت از مودودی، ص146، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور
2... سنن ابی داؤد، 4/217، رقم الحدیث:4666
3... صحیح بخاری، رقم الحدیث:7305، دار طوق النجاۃ

8: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد، دامادِ رسول، جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے تھے۔

"عَنْ أَبِي غَادِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَقَعُ فِي عُثْمَانَ يَشْتِمُهُ بِالْمَدِينَةِ۔"[1]

یہ صرف چند روایات ہم نے پیش کی ہیں جن کی بنا پر ناصبی و خارجی، اہلِ بیت کے متعلق منفی پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ اگر روافض اور تفضیلیوں کو یہ روایات ضعیف لگتی ہیں یا پھر ان پر پیش کیا گیا نواصب و خروج کا فہم غلط لگتا ہے تو پھر اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق بھی اپنی سوچ کو درست کریں اور اہلِ بیت کی طرح دیگر صحابہ کرام کے لیے بھی حسن ظن رکھتے ہوئے کام لیں ورنہ روایات تو ہر طرح کی موجود ہیں جن کی بنیاد پر اہل بیت اور روافض کی پسندیدہ چند شخصیات کی ذات پر بھی حرف آتا ہے۔ ان کے جواب میں کسی کو ناصبی یا بغض اہل بیت کا کہہ دینا کافی نہیں ہوتا۔

1 ... الطبقات الکبری، 3/197، دار الکتب العلمیہ، بیروت

مزید علمی اور تحقیقی رسالے

1 63 حکایات و واقعات 2 تہجد گزاروں کے واقعات 3 ارشاداتِ اعلیٰ حضرت
4 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات و واقعات
5 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاوی رضویہ کی عبارات
6 آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
7 لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں 8 حضرت حاتم اصم کے واقعات 9 فضائلِ درودِ پاک
10 عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول 11 حکایاتِ احیاء العلوم
12 علم کے پیاسے لوگ 13 علمِ غیبِ مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں
14 آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان 15 حکایاتِ روح البیان
16 حیات انبیاء پر عمدہ دلائل 17 سود کی تباہ کاریاں
18 امامِ اعظم کی ذہانت کے واقعات 19 صفر کا مہینہ ہرگز منحوس نہیں
20 اخلاقِ مصطفیٰ قرآن کی روشنی میں 21 حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی ۱۱۱ نصیحتیں
22 شانِ ولی 23 زبان کی آفات 24 خدمتِ والدین کا صلہ 25 توسل پر عمدہ دلائل
26 عدمِ سایۂ مصطفیٰ پر عمدہ دلائل 27 قیلولہ اور سائنس 28 حفظِ قرآن کے فضائل
29 عاشقانِ رسول کی قبریں 30 امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت
31 ساری کثرت پاتے یہ ہیں 32 رشوت کی تباہ کاریاں 33 احادیثِ قدسیہ کے انوار
34 تخریجِ احادیثِ فیضانِ سنّت 35 نابالغ بچوں کے احکام و مسائل
36 شانِ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 37 مختلف حکایات و واقعات
38 فحش وڈیوز دیکھنے کا عبرتناک انجام 39 دیُّوث کون؟ 40 فتنۂ دجّال
41 مَائِلَاتٌ مُمِیْلَاتٌ کون ؟ 42 امام بخاری علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت
43 امام مسلم علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت 44 سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قرآن و حدیث کی روشنی میں
45 کالے جادو کا علاج 46 تعویذ پہننا شرک نہیں
47 حضرت خضر نبی یا ولی؟ علمی و تحقیقی گفتگو 48 خون کے آنسو
49 ننگے سر نماز پڑھنا کیسا؟ 50 بزرگانِ دین کا شوقِ عبادت 51 بزرگانِ دین کا شوقِ تلاوت
52 حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت 53 اسمِ اعظم کی تحقیق
54 بزرگانِ دین کا شوقِ صدقہ و خیرات 55 نفسِ اَمّارہ کی شرارتیں
56 اذانِ بلال اور سورج کا نہ نکلنا ایک علمی و تحقیقی رسالہ 57 حُسن و جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
58 فراستِ مومن 59 جوامع الکلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم 60 تفسیر آیتِ ختمِ نبوت علمی و تحقیقی رسالہ
61 دعا مومن کا ہتھیار ہے 62 صحبت کا اثر 63 اصل ترقی 64 بزرگانِ دین کا طریقۂ شکرگزاری
65 مایوسی کا علاج 66 حدیثِ ضعیف اور حدیثِ موضوع کی تحقیق 67 ابنِ تیمیہ کون؟
68 ناشکری کا انجام 69 خوفِ خدا میں رونے والوں کے واقعات 70 نورانی چہرے
71 فضائلِ مدینہ 72 فضائلِ آبِ زم زم 73 مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْكَ ہے گواہ
74 قیمتی اوراد و وظائف 75 موت کی یاد 76 بے نمازی کا عبرتناک انجام 77 ذکر اللہ کے فضائل
78 روح کی غذا 79 غیرِ نبی پر علیہ السلام کا اطلاق علمی و تحقیقی رسالہ 80 تنگ زندگانی
81 حدیثِ عمّار علمی و تحقیقی جائزہ 82 کلیجہ چبانے والی روایت کا تحقیقی محدثانہ جائزہ
83 مسئلۂ سماعِ موتیٰ پر علمی و تحقیقی گفتگو 84 کیا تمہیں عقل نہیں؟
85 واقعہ کربلا سے ہم نے کیا سیکھا؟ 86 موضوع حدیث کی پہچان فتاوی رضویہ کی روشنی میں
87 سلطان صلاحُ الدّین ایوبی علیہ الرحمہ کے کارنامے
88 تلخیص رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات
89 تلخیص رسالہ الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء
90 تلخیص رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین 91 علم نور ہے 92 فضائل جمعہ
93 بے اُن کے واسطہ کے خدا کچھ عطا کرے حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے
94 صدیق اکبر سب سے بڑھ کر 95 شانِ غوثِ پاک 96 قیامت کی نشانیاں
97 خوشبوئے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم 98 ابنِ قیم کون؟ 99 ابنِ حزم کون؟ 100 ابنِ عبدالوھاب نجدی کون؟
101 درودِ پاک پڑھنے والوں کے ایمان افروز واقعات 102 وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
103 حکایاتِ سعدی 104 حکایاتِ مثنوی 105 نیک لوگوں کی آخری گھڑیاں 106 آیاتِ شفاء کی برکتیں
107 خواب میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کیسے ہو؟